تار کا پتہ "الفضل" قادیان بٹالہ — اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ — رجسٹرڈ ایل نمبر ۵

THE ALFAZL QADIAN

قیمت فی پرچہ ۱ آنہ

قیمت سالانہ پیشگی ... بیرون ہند ...

اخبار الفضل قادیان — ہفتہ میں دو بار

ایڈیٹر :- غلام نبی ۞ اسسٹنٹ - مہر محمد خان

نمبر ۲۰	مورخہ ۱۱ ستمبر ۱۹۲۳ء یوم سہ شنبہ	مطابق ۲۹ محرم ۱۳۴۲ھ	جلد ۱۱

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بخیریت ہیں۔

۱۰ ستمبر کو مدرسہ احمدیہ اور ہائی سکول موسمی تعطیلات کے بعد کھل گئے ہیں۔ جو لڑکے تا حال نہ پہنچے ہوں۔ وہ بہت جلدی آجائیں۔

جناب ذوالفقار علی خان صاحب ناظر امور عامہ چند دن کے لیے اپنے وطن تشریف لے گئے ہیں۔ اُن کی جگہ جناب شیخ یعقوب علی صاحب کام کر رہے ہیں۔ اور جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب ناظر تالیف و اشاعت بیمار تھے۔ اُن کی جگہ جناب مولوی رحیم بخش صاحب ایم اے نظارت تالیف و اشاعت کے بھی انچارج تھے

جناب شردھانند جی سے جماعت احمدیہ قادیان مناظرہ کیلئے تیار ہے

حسب ذیل مضمون جناب شردھانند صاحب کو بذریعہ ڈاک ارسال کیا گیا ہے :-

مکرم جناب شردھانند صاحب!

آپ کا تازہ اشتہار بابت مناظرہ مابین اہل اسلام و پیروان آریہ مت پڑھکر سخت حیرت ہوئی۔ کیونکہ باوجود اسکے کہ آپ کے پہلے اعلان کے شایع ہونے پر ہماری طرف سے فوراً آمادگی مباحثہ کا اظہار کر دیا گیا تھا۔ اور بذریعہ خاص تار آپ کو اطلاع دیدی گئی تھی۔ آپ نے اس اعلان کی ہمیں کوئی اطلاع نہیں دی حالانکہ ایسے موقعوں پر انصاف چاہتا ہے کہ فریق مخالف کو خاص طور پر اطلاع دی جائے۔ دوم موجب حیرت یہ ہوا۔ کہ آپ نے اپنے اعلان کے جواب کے لیے مدت ایسی قلیل مقرر کی ہے کہ بعض جگہ سے جواب کا وقت پر پہنچنا بالکل نا ممکن تھا

مگر بہر حال ہم جیسا کہ پہلے بیان کر چکے ہیں۔ آپ سے مباحثہ کرنے کے لیے تیار ہیں۔ اور ہر ایک اُس مسئلہ پر مباحثہ کرنے کے لئے تیار ہیں۔ جو اسلام اور آریہ مذہب میں اختلافی ہو۔ لیکن چونکہ آپ نے وقت کی تعیین کر دی ہے۔ اور ڈر ہے کہ اگر اس عرصہ میں ہم مضمون معین نہ کر دیں تو آپ بعد میں یہ عذر نہ کر دیں کہ اب وقت گذر گیا ہے اسلئے وہ مضمون جن پر بحث ہو یہ ہوں :-

(۱) کیا وید الہامی کتاب ہے (۲) کیا قرآن کریم الہامی کتاب ہے (۳) تناسخ۔

تیسرے مسئلہ کو بحث میں شامل کرنا اسلئے ضروری ہے کہ یہ مسئلہ ہر قسم کے ہندو خیالات کی جان ہے۔ اور تمام ہندوستان میں نشو و نما پانیوالے فرقوں نے اس کو کسی نہ

تار کا پتہ "الفضل" قادیان بٹالہ

اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵

قیمت فی پرچہ

THE ALFAZL QADIAN

اخبار

الفضل

ہفتہ میں دو بار

قادیان

قیمت سالانہ پیشگی

بیرون ہند

ایڈیٹر:- غلام نبی * اسسٹنٹ - مہر محمد خان

نمبر ۲۰	مورخہ ۱۱ ستمبر ۱۹۲۳ء یوم سہ شنبہ	مطابق ۲۹ محرم ۱۳۴۲ھ	جلد ۱۱

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بخیریت ہیں۔

۱۱ ستمبر کو مدرسہ احمدیہ اور ہائی سکول موسمی تعطیلات کے بعد کھل گئے ہیں۔ جو لڑکے تا حال نہ پہنچے ہوں۔ وہ بہت جلدی آجائیں۔

جناب ذوالفقار علی خان صاحب ناظر امور عامہ چند دن کے لیئے اپنے وطن تشریف لے گئے ہیں۔ ان کی جگہ جناب شیخ یعقوب علی صاحب کام کر رہے ہیں۔ اور جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب ناظر تالیف و اشاعت بیمار تھے۔ ان کی جگہ جناب مولوی رحیم بخش صاحب ایم اے نظارت تالیف و اشاعت کے بھی انچارج تھے

جناب شردھانند جی سے جماعت احمدیہ قادیان مناظرہ کیلئے تیار ہے

حسب ذیل مضمون جناب شردھانند صاحب کی بذریعہ ڈاک ارسال کیا گیا ہے:۔

مکرم جناب شردھانند صاحب!

آپ کا تازہ اشتہار بابت مناظرہ مابین اہل اسلام و پیروان آریہ مت پڑھکر سخت حیرت ہوئی۔ کیونکہ باوجود اسکے کہ آپ کے پہلے اعلان کے شائع ہونے پر ہماری طرف سے فوراً آمادگی مباحثہ کا اظہار کر دیا گیا تھا۔ اور بذریعہ خاص تار آپ کو اطلاع دیدی گئی تھی۔ آپ نے اس اعلان کی ہمیں کوئی اطلاع نہیں دی حالانکہ ایسے موقعوں پر انصاف چاہتا ہے کہ فریق مخالف کو خاص طور پر اطلاع دی جاوے۔ دوم موجب حیرت یہ ہوا کہ آپ نے اپنے اعلان کے جواب کے لیئے مدت ایسی قلیل مقرر کی ہے کہ بعض جگہ سے جواب کا وقت پر پہنچنا بالکل ناممکن تھا

مگر بہرحال ہم جیسا کہ پہلے بیان کر چکے ہیں، آپ سے مباحثہ کرنے کے لیئے تیار ہیں۔ اور ہر ایک اس مسئلہ پر مباحثہ کرنے کے لیئے تیار ہیں۔ جو اسلام اور آریہ مذہب میں اختلافی ہو لیکن چونکہ آپ نے وقت کی تعیین کر دی ہے۔ اور ڈر ہے کہ اگر اس عرصہ میں ہم مضمون معین نہ کر دیں تو آپ بعد میں یہ عذر نہ کر دیں کہ اب وقت گذر گیا ہے اسلیئے وہ مضمون جن پر بحث ہو یہ ہوں:۔

(۱) کیا وید الہامی کتاب ہے (۲) کیا قرآن کریم الہامی کتاب ہے (۳) تناسخ۔

تیسرے مسئلہ کو بحث میں شامل کرنا اسلیئے [illegible] یہ مسئلہ ہر قسم کے ہندو خیالات [illegible] ہندوستان میں نشوونما پانیوا [illegible]

رنگ میں تسلیم کیا ہے۔ پس درحقیقت قدر مشترک ہندوستان میں پیدا ہونیوالے مذاہب میں تناسخ ہی ہے۔

اسکے بعد میں آپ کی توجہ اُن شرائط کی طرف پھرانا چاہتا ہوں۔ جو آپ نے مباحثہ کے متعلق تجویز کی ہیں۔ ان شرائط میں سے ہمیں ۳ و ۴ و ۵ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ منظور ہیں جن شرطوں کے متعلق ہمیں اختلاف ہے۔ اور وہ ۱ و ۲ و ۶ ہیں شرط اول میں آپنے یہ تجویز کیا ہے کہ پریزیڈنٹ آریہ سماج کی طرف سے ہوگا۔ یہ حق نہ معلوم آپنے آریہ سماج کا کس وجہ سے قائم کیا ہے۔ مباحثہ کے وقت دونوں فریق کے مساوی حقوق ہوتے ہیں۔ اور ان حقوق کی حفاظت کیلئے ہمیشہ ایسا ہی آدمی پریزیڈنٹ ہونا چاہیئے۔ جسپر دونوں فریق اعتبار کر سکیں۔ ہم پچھلے تجربوں کی بنا پر کہہ سکتے ہیں کہ آریہ سماج کے پریزیڈنٹوں نے اپنے اختیارات پریزیڈنٹی کو غلط طور پر استعمال کیا ہے۔ اور اگر یہ بات نہ بھی ہو۔ تب بھی ایک فریق کے اختیار میں پریزیڈنٹ کا تقرر بالکل غلط راہ ہے اور بے انصافی ہے۔ پس ہم تجویز کرتے ہیں کہ پریزیڈنٹ نہ آریہ ہو۔ نہ مسلمان۔ بلکہ سکھوں یا ہندوؤں یا مسیحیوں یا پارسیوں یا برہموؤں میں سے ہو۔ اور مسلمہ فریقین ہو۔ جس فریق سے بحث ہو۔ اس کے ساتھ ملکر آریہ سماج ایک معزز شخص ان فرقوں میں سے مقرر کر دے۔ جو اس فرقہ اور آریہ سماج کے مباحثہ کے وقت پریزیڈنٹ ہو۔

دوسری شرط کے متعلق اس قدر ترمیم کرتے ہیں کہ خلاف ورزی ایک وسیع لفظ ہے۔ اسکی جگہ چاہیئے۔ کہ جو شخص پریزیڈنٹ کے حکم کے تسلیم کرنے سے انکار کر دیگا۔ اس کو اپنی جگہ سے ہٹا دیا جائے گا۔ اس تبدیلی کی ضرورت اسلئے پیش آئی ہے کہ بعض دفعہ حکم مبہم ہوتا ہے۔ اور ایک دفعہ اسکے اظہار پر دوسرا شخص اسکے مفہوم کو نہیں سمجھتا۔ پس ایسی صورت میں کسی شخص کو نکالا جا سکتا ہے۔ جبکہ اس سے دیدہ دانستہ خلاف ورزی ہو۔

چھٹی شرط پر ہمیں یہ اعتراض ہے کہ ایک مذہبی مباحثہ کیلئے دس دس منٹ کی تقریر بالکل مضحکہ انگیز ہے۔ مذہبی گفتگو مرغ بازی یا بٹیر بازی نہیں ہے۔ اگر احقاق حق منظور اور مطلوب ہے۔ تو مدعی کو اپنے دعوے کے پیش کرنے کیلئے اور مدعا علیہ کو اپنے جواب کے سنانے کے لئے کافی وقت ملنا چاہیئے۔ پس ہمارے نزدیک پہلی تقریروں کا وقت کم سے کم دو دو گھنٹے کا ہونا چاہیئے۔ اور اس کے بعد بیس بیس منٹ کا وقت رکھا جائے۔ تقریریں کم ہوں تو اس قدر ہرج نہیں۔ جس قدر کہ وقت کے ناکافی ہونے سے نقصان ہو گا۔

اگر یہ تجویز آپ کو منظور نہ ہو تو پھر وقت دس منٹ کی بجائے پندرہ منٹ کر دیا جائے۔ اور شرط یہ کر دی جائے کہ ایک دفعہ میں ایک ہی خوبی یا معیار یا اعتراض مدعی یا مدعا علیہ پیش کریگا۔ ایک سے زیادہ خوبیاں یا معیار یا اعتراضات پیش کرنیکی اسکو اجازت نہ ہوگی۔ تاکہ دونو فریق کو اپنے مدعا کے بوضاحت بیان کر دینے میں آسانی ہو۔ ہاں یہ شرط ہوگی۔ کہ پانچ دفعہ سے زیادہ ایک ہی بات پر بولنے کی اجازت نہ ہوگی۔ پھر اور سوال لینا پڑیگا۔ اور اس سے کم تعداد پر بھی کوئی فریق دوسرے کو مجبور نہیں کر سکیگا۔ یعنی یہ نہ کر سکیگا۔ کہ پانچ سے کم تقریروں پر جلسہ کو یا مضمون زیر بحث پر گفتگو کو بند کر دے۔

تین شرطیں ہم اور زیادہ کرنا چاہتے ہیں۔ جنمیں سے ایک یہ ہے کہ چونکہ آپ نے اس اعلان میں کافی وقت نہیں دیا کہ مختلف فرق اسلامیہ کسی ایک بات پر جمع ہو سکیں اسلئے یہ جائز ہو گا کہ بعد میں آپ کے سمجھوتے سے بحث پر آمادگی ظاہر کرنیوالے فرقے سب کے سب ایک ہی کو اپنا نمائندہ کھڑا کر دیں یا بعض آپسمیں ملکر اپنے حق کو دوسرے کی طرف منتقل کر دیں۔ اس طرح دائرہ بحث تنگ ہو کر ضروری مضامین پر زیادہ بسط سے گفتگو کرنے کا موقعہ ملجائیگا۔

دوسری یہ ہے کہ مباحث کو کسی معذوری کی وجہ سے دوسرے سے حوالہ پڑھوانا جائز ہوگا۔ اسپر شرط ۴ کا اطلاق نہ ہوگا۔ تیسری شرط یہ ہے کہ آخری تقریر مدعی کی ہوگی۔ نہ کہ مدعا علیہ یا معترض کی۔

بالآخر ہم یہ کہنا چاہتے ہیں کہ اگر آپنے ہماری ان تجاویز سے یہ ناجائز فائدہ اٹھانا ہے کہ بعد میں کہدینا ہے کہ چونکہ انہوں نے میری شرائط کے مطابق مباحثہ منظور نہیں کیا۔ اسلئے انکو وقت نہیں دیا گیا۔ تو ہم سب شرائط کو منظور کرتے ہیں۔ جو آپنے تجویز کی ہیں۔ لیکن ہم تمام پبلک اور خصوصاً انصاف پسندوں کے سامنے اعلان کرتے ہیں کہ یہ ایک نہایت ہی غیر منصفانہ طریق ہے کہ ایک فریق اپنے ہی قبضہ میں سب اختیارات رکھتا ہے۔ اور انصاف اور عقل پر مبنی اعتراضات کو بھی قبول نہیں کرتا۔ اگر آریہ سماج اس طرح مجبور کر کے اپنی پیش کردہ شرائط کو منظور کرانا چاہتی ہے۔ تو یہ اس کا رویہ خود اقرار شکست ہے بحث ایک جنگ ہے۔ اور جبکہ شکست خوردہ دشمن کا بھی یہ حق تسلیم کیا جاتا ہے کہ وہ اپنے خیالات کو فاتح کی پیش کردہ شرائط کے مقابلہ میں پیش کرے تو یہ بات نہایت خلاف عقل ہے کہ ایک فریق بحث سے بھی پہلے اپنی طرف سے سب پیش کردہ شرائط کو بلا چون و چرا ماننے پر زور دے۔

میں امید کرتا ہوں کہ آریہ سماج کی طرف سے جلد سے جلد مجھے اس امر کی اطلاع دیجائیگی کہ انکو ہمارے ساتھ مباحثہ کرنا منظور ہے یا نہیں۔ اور آیا پیش کردہ اصلاحات کے مطابق یا اپنی ہی شرائط پر جنمیں سے بعض بالکل غیر معقول ہیں۔

رحیم بخش ایم اے۔ ناظر تالیف و اشاعت جماعت احمدیہ قادیان

مباحثہ کیلئے مہاشہ شردھانند کا نیا اعلان

مہاشہ شردھانند نے اپنے پہلے اعلان مناظرہ کو گاؤ خورد کرتے ہوئے جو نیا اعلان کیا ہے۔ وہ درج ذیل کیا جاتا ہے اسمیں درج شدہ بعض شرائط کی بیہودگی سے قطع نظر کرتے ہوئے قابل توجہ اس اعلان کی طرز تحریر ہے گویا مہاشہ جی تخت حکومت پر بیٹھے اپنی رعایا کے نام حکم جاری کر رہے ہیں اس سے جہاں یہ ظاہر ہے کہ مہاشہ جی اپنی پوزیشن کے متعلق سخت دہوکہ میں ہیں۔ وہاں یہ بھی ثابت ہے کہ اس قسم کا شرمناک رویہ مناظرہ سے بچنے کے لئے اختیار کیا گیا ہے۔ لیکن جب وہ ہمارا جواب پڑھینگے۔ جو انکو بذریعہ ڈاک بھیجا جا چکا ہے۔ اور اسی اخبار میں چھپ گیا ہے تو انہیں یہ معلوم کر کے سخت پریشانی ہوگی کہ ان کے فرار کی ہر ایک راہ مسدود کر دیگئی ہے

ہم نے مہاشہ شردھانند کا پہلا اعلان بھی اپنے اخبار میں درج کیا تھا اور اب دوسرا بھی کر رہے ہیں۔ کیا آریہ اخبارات میں اتنی جرأت ہے کہ ہمارا جواب بھی اپنے صفحات میں درج کریں۔ (ایڈیٹر)

"ہندوستان کے جملہ مسلمانوں کو کھلا چیلنج"

موجودہ آریہ سماج نے اپنے قائم ہونے کے دن سے ساری دنیا کو ویدک آریہ دہرم کی دعوت دے چھوڑی ہے۔ اور اس کے مطابق

رنگ میں تسلیم کیا ہے۔ پس درحقیقت قدر مشترک ہندوستان
میں پیدا ہونیوالے مذاہب میں تناسخ ہی ہے۔
اسکے بعد میں آپ کی توجہ ان شرائط کی طرف پھرانا
چاہتا ہوں۔ جو آپ نے مباحثہ کے متعلق تجویز کی ہیں۔ ان
شرائط میں سے نمبر ۳ و ۴ و ۵ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ منظور ہیں
جن شرطوں کے متعلق ہمیں اختلاف ہے۔ ۱ و ۲ و ۶ اور ۱۱ ہیں
شرط اول میں آپ نے یہ تجویز کیا ہے کہ پریزیڈنٹ آریہ سماج کی طرف
سے ہوگا۔ یہ حق نہ معلوم آپ نے آریہ سماج کا کس وجہ سے قائم
کیا ہے۔ مباحثہ کے وقت دونوں فریق کے مساوی حقوق ہوتے
ہیں۔ اور ان حقوق کی حفاظت کے لئے ہمیشہ ایسا ہی آدمی پریزیڈنٹ
ہونا چاہیئے۔ جسپر دونوں فریق اعتبار کرسکیں۔ ہم پچھلے
تجربوں کی بنا پر کہہ سکتے ہیں کہ آریہ سماج کے پریزیڈنٹوں نے
اپنے اختیارات پریزیڈنٹی کو غلط طور پر استعمال کیا ہے۔ اور
اگر یہ بات نہ بھی ہو۔ تب بھی ایک فریق کے اختیار میں پریزیڈنٹ
کا تقرر بالکل غلط راہ ہے اور بے انصافی ہے۔ پس ہم تجویز
کرتے ہیں کہ پریزیڈنٹ نہ آریہ ہو۔ نہ مسلمان۔ بلکہ سکھوں
یہودیوں یا مسیحیوں یا پارسیوں یا برہموؤں میں سے ہو۔ اور
مسلمہ فریقین ہو۔ جس فریق سے بحث ہو۔ اس کے ساتھ
ملکر آریہ سماج ایک معزز شخص ان فرقوں میں سے مقرر
کردے۔ جو اس فرقہ اور آریہ سماج کے مباحثہ کے وقت
پریزیڈنٹ ہو۔
دوسری شرط کے متعلق اس قدر ترمیم کرتے ہیں کہ خلاف ورزی
ایک وسیع لفظ ہے۔ اسکی جگہ چاہیئے۔ کہ جو شخص پریزیڈنٹ
کے حکم کے تسلیم کرنے سے انکار کردیگا۔ اس کو اپنی جگہ سے
ہٹا دیا جائے گا۔ اس تبدیلی کی ضرورت اسلئے پیش آئی
ہے کہ بعض دفعہ حکم مبہم ہوتا ہے۔ اور ایک دفعہ اسکے اظہار پر
دوسرا شخص اسکے مفہوم کو نہیں سمجھتا۔ پس ایسی صورت میں
کسی شخص کو نکالا جاسکتا ہے۔ جبکہ اس سے دیدہ دانستہ
خلاف ورزی ہو۔
چھٹی شرط پر ہمیں یہ اعتراض ہے کہ ایک مذہبی مباحثہ
[illegible] دس منٹ کی تقریر بالکل مضحکہ انگیز ہے۔ مذہبی
[illegible] بازی نہیں ہے۔ اگر احقاق حق
[illegible] تو مدعی کو اپنے دعویٰ کے پیش کرنے
[illegible] جواب [illegible] کے لئے
کافی وقت ملنا چاہیئے۔ پس ہمارے نزدیک پہلی تقریروں
کا وقت کم سے کم دو دو گھنٹے کا ہونا چاہیئے۔ اور اس کے
بعد بیس بیس منٹ کا وقت رکھا جائے۔ تقریریں کم ہوں
تو اس قدر حرج نہیں۔ جس قدر کہ وقت کے ناکافی ہونے
سے نقصان ہوگا۔
اگر یہ تجویز آپ کو منظور نہ ہو تو پھر وقت دس منٹ
کی بجائے پندرہ منٹ کردیا جائے۔ اور شرط یہ کردی جائے
کہ ایک دفعہ میں ایک ہی خوبی یا معیار یا اعتراض مدعی یا
مدعاعلیہ پیش کریگا۔ ایک سے زیادہ خوبیاں یا معیار یا
اعتراضات پیش کرنیکی اسکو اجازت نہ ہوگی۔ تاکہ
دونو فریق کو اپنے مدعا کے بوضاحت بیان کردینے میں
آسانی ہو۔ ہاں یہ شرط ہوگی۔ کہ پانچ دفعہ سے زیادہ
ایک ہی بات پر بولنے کی اجازت نہ ہوگی۔ پھر اور سوال
لینا پڑیگا۔ اور اس سے کم تعداد پر بھی کوئی فریق دوسرے
کو مجبور نہیں کرسکیگا۔ یعنی یہ نہ کرسکیگا۔ کہ پانچ سے
کم تقریروں پر جلسہ کو یا مضمون زیر بحث پر گفتگو کو
بند کردے۔
تین شرطیں ہم اور زیادہ کرنا چاہتے ہیں۔ جنمیں سے ایک
یہ ہے کہ چونکہ آپ نے اس اعلان میں کافی وقت نہیں دیا
کہ مختلف فرق اسلامیہ کسی ایک بات پر جمع ہوسکیں۔ اسلئے
یہ جائز ہوگا کہ بعد میں آپ کے سمجھوتے سے بحث پر آمادگی
ظاہر کرنیوالے فرقے سب کے سب ایک ہی کو اپنا نمائندہ
کھڑا کردیں یا بعض آپسمیں ملکر اپنے حق کو دوسرے کی طرف
منتقل کردیں۔ اس طرح دائرہ بحث تنگ ہوکر ضروری
مضامین پر زیادہ بسط سے گفتگو کرنے کا موقعہ ملجائیگا۔
دوسری یہ ہے کہ مباحث کو کسی معذوری کی وجہ سے
دوسرے سے حوالہ پڑھوانا جائز ہوگا۔ اسپر شرط نمبر ۹ کا اطلاق
نہ ہوگا۔ تیسری شرط یہ ہے کہ آخری تقریر مدعی کی ہوگی۔
نہ کہ مدعاعلیہ یا معترض کی۔
بالآخر ہم یہ کہنا چاہتے ہیں کہ اگر آپ نے ہماری ان تجاویز
سے یہ ناجائز فائدہ اٹھانا ہے کہ بعد میں کہدینا ہے کہ
چونکہ انہوں نے میری شرائط کے مطابق مباحثہ منظور نہیں
کیا۔ اسلئے انکو وقت نہیں دیا گیا۔ تو ہم سب شرائط کو منظور
کرتے ہیں۔ جو آپ نے تجویز کی ہیں۔ لیکن ہم تمام پبلک اور
خصوصاً انصاف پسندوں کے سامنے اعلان کرتے ہیں کہ یہ ایک نہایت
ہی غیر منصفانہ طریق ہے کہ ایک فریق اپنے ہی قبضہ میں سب
اختیارات رکھتا ہے۔ اور انصاف اور عقل پر مبنی اعتراضات کو
بھی قبول نہیں کرتا۔ اگر آریہ سماج اس طرح مجبور کرکے اپنی پیش کردہ
شرائط کو منظور کرانا چاہتی ہے۔ تو یہ اس کا رویہ خود اقرار شکست ہے۔
بحث ایک جنگ ہے۔ اور جبکہ شکست خوردہ دشمن کا بھی یہ حق
تسلیم کیا جاتا ہے کہ وہ اپنے خیالات کو فاتح کی پیش کردہ شرائط کے
مقابلہ میں پیش کرے تو یہ بات نہایت خلاف عقل ہے کہ ایک فریق
بحث سے بھی پہلے اپنی طرف سے سب پیش کردہ شرائط کو بلا چون وچرا
ماننے پر زور دے۔
میں امید کرتا ہوں کہ آریہ سماج کی طرف سے جلد سے جلد مجھے اس امر کی
اطلاع دیجائیگی کہ انکو ہمارے ساتھ مباحثہ کرنا منظور ہے یا نہیں۔ اور
آیا پیش کردہ اصلاحات کے مطابق یا اپنی ہی شرائط پر جنمیں سے
بعض بالکل غیر معقول ہیں۔

رحیم بخش ایم اے۔ ناظر تالیف و اشاعت جماعت احمدیہ قادیان

مباحثہ کیلئے مہاشہ شردھانند کا نیا اعلان

مہاشہ شردھانند نے اپنے پہلے اعلان مناظرہ کو گاؤ خورد کرتے ہوئے
جو نیا اعلان کیا ہے وہ درج ذیل کیا جاتا ہے اسمیں درج شدہ بعض شرائط
کی بیہودگی سے قطع نظر کرتے ہوئے قابل توجہ اس اعلان کی طرز تحریر ہے
گویا مہاشہ جی تخت حکومت پر بیٹھے اپنی رعایا کے نام حکم جاری کر رہے
ہیں۔ اس سے جہاں یہ ظاہر ہے کہ مہاشہ جی اپنی پوزیشن کے متعلق
سخت دھوکہ میں ہیں۔ وہاں یہ بھی ثابت ہے کہ اس قسم کا شرمناک رویہ
مناظرہ سے بچنے کے لئے اختیار کیا گیا ہے۔ لیکن جب وہ ہمارا جواب
پڑھینگے۔ جو انکو بذریعہ ڈاک بھیجا جاچکا ہے۔ اور اسی اخبار میں چھپ گیا
ہے تو انہیں یہ معلوم کرکے سخت پریشانی ہوگی کہ ان کے فرار کی ہر ایک
راہ مسدود کردی گئی ہے
ہم نے مہاشہ شردھانند کا پہلا اعلان بھی اپنے اخبار میں درج کیا تھا
اور اب دوسرا بھی کررہے ہیں۔ کیا آریہ اخبارات میں اتنی جرأت ہے کہ
ہمارا جواب بھی اپنے صفحات میں درج کریں۔ (ایڈیٹر)

”ہندوستان کے جملہ مسلمانوں کو کھلا چیلنج“

موجودہ آریہ سماج نے اپنے قائم ہونے کے دن سے ساری دنیا کو
ویدک آریہ دھرم کی دعوت دے چھوڑی ہے۔ اور اس کے مطابق

الفضل

یوم سہ شنبہ قادیان دارالامان - مورخہ ۱۱ ستمبر ۱۹۲۳ء

احمدی مبلغین کو سیلون میں داخل ہونے کی اجازت

یہ خبر بڑی خوشی سے سُنی جائیگی۔ کہ مخالفین کی بے جا کوششوں سے سیلون میں احمدی مبلغین کے داخل ہونے کی جو ممانعت ۱۹۱۵ء سے جاری تھی۔ وہ بعض شرائط کے ماتحت گورنمنٹ سیلون نے ہٹا دی ہے۔ اگرچہ وہ شرائط بھی سخت تکلیف دہ اور جائز آزادی میں رکاوٹ کا موجب ہیں۔ لیکن ہم اُمید کرتے ہیں۔ کہ حکام سیلون پر جب احمدی مبلغین کی امن پسندی اور قانونی پابندی اچھی طرح واضح ہو جائیگی۔ تو ان لوگوں کے دھوکہ میں نہ رہینگے۔ جو احمدیوں سے عداوت اور دشمنی کی وجہ سے ان کے خلاف جھوٹی رپورٹیں کرتے رہتے ہیں ؛

جماعت احمدیہ کولمبو نے گورنمنٹ سیلون کی اس چٹھی کے متعلق جس میں مبلغین کو بعض شرائط کے ماتحت داخلہ سیلون کی اجازت دی گئی ہے۔ اپنے ایک جلسہ میں جو کارروائی کی ہے۔ وہ انگریزی اخبار ٹائمز آف سیلون نے اپنے ۲۲ اگست کے پرچہ میں شائع کی ہے۔

انگریزی احمدی اخبار "مسیح" اور تامل زبان کے احمدی اخبار "تھوتھان" کے دوبارہ اجراء پر غور کرنے اور احمدی خواتین سیلون کا برلن کی احمدیہ مسجد کے لئے چندہ دینے کا ذکر کرنے کے بعد اخبار مذکور لکھتا ہے :۔

بعد ازاں سکرٹری نے گورنمنٹ کا حسب ذیل خط پیش کیا :۔

از دفتر کالونیل سکرٹری کولمبو - ۲۶ جولائی ۱۹۲۳ء بنام ۔ آنریری سکرٹری احمدیہ ایسوسی ایشن سیلون ۔ ۲۰ شارلس روڈ ۔ کولمبو۔

جناب من ! آپ کے خط مرسلہ ۹ جولائی ۱۹۲۳ء بجانب کالونیل سکرٹری کے بارے میں جو کہ سیلون میں احمدی مبلغین کی پابندیوں کے متعلق تھا۔ مجھے آپ کو اس بات پر مطلع کرنے کی ہدایت ہوئی ہے کہ ہز اکسیلنسی گورنر بہادر نے بخوشی حکم صادر فرمایا ہے کہ احمدی مُبلغین کے سیلون میں داخل ہونے کے متعلق جو ممانعت تھی۔ اس کو دُور کیا جاوے۔ اور یہ کہ وہ حسب ذیل شرائط کی پابندیوں پر سیلون میں داخل ہو سکتے ہیں ؛

(۱) تمام جلسے جن میں کہ یہ مبلغین اپنے ایڈریس اور لیکچر دیں۔ سیلون کی احمدیہ جماعت کے ہیڈ کوارٹر میں ہونے چاہئیں۔ جو کہ سیلو آئی لینڈ کے شہر کولمبو میں واقع ہے ؛

(۲) کوئی وعظ یا گلیوں میں جلسہ کرنے کی ان مبلغین کو اجازت نہ ہوگی ؛

(۳) اور ایسے تمام مشنری جزیرہ میں وارد ہونے کے بعد چوبیس گھنٹے کے اندر اندر بذات خود حاضر ہو کر کالونیل سکرٹری کے دفتر میں اپنے آنے کی رپورٹ دیں۔ مشنریوں کو ان شرائط کو منظور کرنا ہوگا۔ اور ایک تحریر کالونیل سکرٹری کو دینی ہوگی۔ کہ اگر وہ لوگ ان شرائط کی خلاف ورزی کرینگے۔ تو ان کو اس جرم میں جزیرہ سے فوراً چلا جانا ہوگا۔ بشرطیکہ ان کو ایسا کرنے کا حکم دیا گیا ؛

میں ہوں آپ کا خادم

ایچ۔ آر۔ بلڈ۔ نائب کالونیل سکرٹری۔

اس کے متعلق حسب ذیل ریزولیوشن گورنمنٹ کی خدمت میں پیش کرنے کے لئے تجویز کیا گیا۔

جلسہ جماعت احمدیہ کے تمام افراد جو کہ احمدیہ ایسوسی ایشن ہال واقع شارلس روڈ کولمبو میں ۲۶ اگست ۲۳ء کو جمع ہوئے۔ حضور گورنر بہادر کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں۔ جنھوں نے کمال مہربانی سے وہ تمام احکام امتناعی جو کہ احمدیہ مشنریوں کے جزیرہ میں داخل ہونے کے متعلق ۱۹۱۵ء میں جاری کئے گئے تھے۔ منسوخ فرمائے مگر اس بات کا افسوس بھی کرتے ہیں کہ بعض شرائط بظاہر غلط فہمی کی بنا پر عائد کر دیگئی ہیں۔ حالانکہ یہ ہمارا فرض ہے۔ کہ ہم مسلمان ہونے کی حیثیت سے اپنے حکام کے احکام کی پابندی کریں۔ اور گورنمنٹ کے وفادار رہیں۔ کیونکہ جماعت احمدیہ ایک مذہبی جماعت ہے جس کے مبلغین تمام دُنیا میں پھیلے ہوئے ہیں ؛

اگر گورنمنٹ کو بغیر ہمارے صدائے احتجاج بلند کرنے کے اس بات کا یقین ہو جائے۔ تو ہمیں اُمید ہے کہ گورنمنٹ ہم سے وہ شرائط جو کہ اب عائد کی گئی ہیں کسی وقت دُور کر دیگی ؛

حکومت برطانیہ کو یہ بہت بڑا دعویٰ ہے کہ اس نے ہر ایک مذہب و ملت کے لوگوں کو مذہبی آزادی دے رکھی ہے۔ اور ہم اُمید کرتے ہیں۔ کہ اسی دعویٰ کے ماتحت گورنمنٹ سیلون نے اپنے ملک میں احمدی مبلغین کے داخل ہونے کی ممانعت کو منسوخ کیا ہے۔ لیکن ضرورت اس امر کی ہے کہ جو شرائط عائد کی گئی ہیں۔ ان کو بھی دُور کر دیا جائے۔ اور جس طرح دیگر مذاہب کے پیروؤں کو آزادی کے ساتھ اپنے اپنے مذہب کی تبلیغ کرنے کی اجازت ہے۔ اسی طرح احمدیوں کو بھی ہونی چاہیئے احمدی مبلغ ایک نہایت امن پسند جماعت سے تعلق رکھتے ہیں وہ گورنمنٹ کے خلاف کسی قسم کی تحریک میں حصہ نہیں لیتے وہ سیاسی معاملات میں قطعاً دخل نہیں دیتے۔ وہ تمام بنی نوع انسان کو بھائی سمجھتے اور ان کے فائدہ اور نفع کے لئے سرگرم عمل رہنا اپنا فرض جانتے ہیں۔ ایسے لوگوں پر کسی قسم کی پابندی عائد کرنا ہرگز مناسب نہیں ہو سکتی۔ اور ہم اُمید کرتے ہیں کہ گورنمنٹ سیلون بہت جلدی ان پابندیوں کو دور کر کے جماعت احمدیہ کو مزید شکر گذاری کا موقع دیگی ؛

سیلون کے احمدی احباب کو چاہیئے کہ جہاں ان کے لئے تبلیغ حق میں پہلے کی نسبت آسانیاں پیدا ہو گئی

ہیں۔ وہاں وہ بھی اپنی تبلیغی کوششوں میں بہت زیادہ
اضافہ کر دیں۔ اور فتنہ و فساد کے مواقع سے بچتے ہوئے
سعید الفطرت اور حق کے متلاشیوں کو احمدیت کے
چشمہ سے سیراب کریں۔ کچھ عرصہ ہوا۔ سیلون کے احمدی
احباب نے تبلیغ احمدیت میں بہت جوش اور سرگرمی دکھائی
تھی۔ ہر قسم کی مالی اور جانی قربانی کرنے میں خاص مثال
قائم کی تھی۔ لیکن اسکے بعد ان پر سستی طاری ہو گئی۔
اور پہلا سا جوش و خروش نہ رہا۔ حالانکہ مومن کی شان
سے یہ بھی قطعاً بعید ہے۔ کہ اس کا قدم ترقی کی کسی منزل
پر جا کر رک جائے۔ کجا یہ کہ تنزل کی طرف مائل ہو۔ پس
سیلونی احمدی اصحاب کو چاہیئے۔ کہ ان کی تبلیغی مساعی
میں جو سستی اور کوتاہی واقع ہو گئی ہے۔ اسے دور کرنے
کی سر توڑ کوشش کریں۔ تاکہ خدا تعالیٰ ان کے جوش تبلیغ کو
دیکھ کر مزید آسانیاں اور سامان ان کے لئے مہیا کرے۔

مسلمان لیڈر اور ہندو

باوجود اسکے کہ ہر جگہ مسلمان
نہایت بری طرح پنڈت مالویہ
اور مہاشہ شردھانند کے بھڑکائے ہوئے ہندوؤں کے دست
جور و تعدی کا نشانہ ہو رہے ہیں۔ مسلمان لیڈر جو جیل سے
رہا ہوئے ہیں۔ ہندوؤں سے اتحاد و اتفاق کے راگ گا رہے
ہیں۔ چنانچہ ڈاکٹر کچلو صاحب نے تو یہاں تک کہدیا ہے کہ اگر
ہندوؤں نے مسلمانوں سے پھر رشتہ اتحاد نہ جوڑا۔ تو وہ اپنے آپ کو
ہلاک کر لینگے۔ اور جناب محمد علی صاحب نے جیل سے نکلتے ہی
جو بات کہی ہے وہ یہ ہے کہ اگر میں برادران وطن سے اتحاد
پیدا کرنے میں ناکام رہا۔ تو میں خیال کروں گا کہ اپنی جد و جہد
میں قاصر رہا۔

ایک طرف مظلوم و نقصان رسیدہ مسلمانوں کے لیڈروں
کی ہندوؤں کی خوشنودی اور رضامندی حاصل کرنے کی
خاطر یہ بے تابی ملاحظہ ہو۔ اور دوسری طرف ہندو ان لیڈروں
سے جو سلوک کر رہے ہیں۔ اسے دیکھو۔ ڈاکٹر کچلو صاحب نے
۱۸ اگست کو ہڑتال کے لئے ایک دکان پر جا کر بصد منت
و التجا کہا کہ ہڑتال کی جائے۔ مگر ہندوؤں نے صاف الفاظ
میں کہدیا کہ ہم آپ کی بات ماننے کے لئے تیار نہیں۔ اسی طرح
ڈاکٹر صاحب کے لاہور جانے پر جلوس نکالا گیا۔ جس میں ہندو
قطعاً شامل نہ ہوئے۔ جناب محمد علی صاحب کو بھی اس سے بہتر ہندوؤں
کے رویہ کی امید نہیں۔ اور ابھی یہ ابتدا ہے۔

کاش! مسلمان لیڈر ہندوؤں کی رضا جوئی کیلئے
بیفائدہ کوشش کرنے کی بجائے مظلوم اور پراگندہ حال
مسلمانوں کی خبر لیں۔ انکو تباہی و بربادی سے بچانے کی کوشش
کریں۔ اور اسلام پر برادران وطن نے جو یورش کی ہے اس کا
سد باب کریں۔ کیونکہ اگر مسلمان کمزور اور ذلیل ہو گئے۔ تو پھر
لیڈروں کو پوچھنے تک کوئی روادار نہ ہوگا۔ ہر ایک لیڈر
کی دوسروں کی نگاہوں میں قدر و وقعت اسکی قوم کی قوت اور
شوکت کی بنا پر ہی ہوتی ہے۔

شدھی اور سنگھٹن کے خطرناک نتائج

جن شرمناک طریقوں سے شدھی
اور ہندو سنگھٹن کی تحریک ملک
میں بڑے زور و شور سے مالوی
اور شردھانند جی کھیلا رہے ہیں۔ اسکے متعلق منصف مزاج
ہندوؤں کی بھی یہی رائے ہے کہ یہ تحریک ایک نہ ایک دن
ضرور بڑے بد نتائج پیدا کریگی۔ چنانچہ پنڈت کپل دیو مالوی اور
لالہ پرسوتم داس ٹنڈن نے ہندو سنگھٹن کو خطرناک اور اسکے
خطرناک نتائج پیدا کرنیوالا ظاہر کیا ہے۔

پنڈت صاحب اور لالہ صاحب تو ابھی آئندہ خطرہ
ہی محسوس کر رہے ہیں۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ تھوڑے ہی
عرصے میں اس تحریک کا یہ نتیجہ نکلا ہے۔ کہ ملک میں بد امنی
پھیل رہی ہے۔ ہندو ہر جگہ مسلمانوں کی ہلاکت اور
بربادی کا باعث بن رہے ہیں۔ متعدد مقامات پر
خطرناک فسادات ظہور پذیر ہو کر کئی قیمتی جانوں کے
تلف ہونے کا موجب ہوئے ہیں۔ وہ صاف بتا رہے ہیں
کہ یہ تحریکیں کہاں تک ملک کے امن کو برباد کرنیوالی
ثابت ہو رہی ہیں۔ اگر یہی لیل و نہار رہے۔ ہندو دن
بدن زیادہ فتنہ برپا کرنے کی تیاریاں کرتے رہے اور
مسلمان لیڈر صرف مسلمانوں کو طفل تسلیاں دیتے
رہے۔ جیسا کہ ڈاکٹر کچلو صاحب نے اپنی ایک تقریر میں
کہا ہے کہ مسلمانوں کو سنگھٹن اور فتنہ ارتداد سے ڈرنا
نہیں چاہیئے۔ اور نہ کوئی فکر کرنا چاہیئے۔ تو وہ وقت دور نہیں
جب مسلمان ذلیل ترین حالت کو پہنچ جائینگے۔

وید میں بدصورتی کا علاج

روزانہ اخبار ملاپ نے اپنی اشاعت
مورخہ ۱۶ اگست ۱۹۲۳ء میں
"بدصورتی کا بہترین علاج"
کے عنوان سے ایک مضمون لکھا
ہے۔ جسمیں بڑے فخر کے ساتھ یہ بات ظاہر کرنی چاہی ہے
کہ وید نے اولاد کو خوبصورت بنانے کا بڑا اچھا اور بہترین
علاج بتایا ہے۔ لیکن مضمون نگار کی عقل پر افسوس آتا
ہے۔ جس نے وید مقدس کی بے جا حمایت میں ایک نہایت
لغو نسخہ نہیں۔ بلکہ فقرہ اتھرو وید۔ برہم کانڈ ۵ انوواک
شوکت ۲۳ منتر ۲ سے نقل کر کے مندرجہ ذیل الفاظ
میں پیش کیا ہے

"جب خدانخواستہ کسی آدمی کے ہاں ایسی اولاد پیدا
ہو جائے۔ جو کہ پھلبہری۔ برص یا داد وغیرہ کے بدنما
داغوں سے بدصورت ہو گئی ہو۔ تو اس آدمی کو چاہیئے
کہ وہ بہترین دواؤں کا استعمال کرا کے اور اپنی بدوضع
اولاد کے جسم پر مالش کرا کے ایسی کوشش کرے۔
جس سے جلد داغ۔ عوارض اور بدصورتی کے نشانات
دور ہو جاویں"

یہ ہے۔ وید کا بتایا ہوا "بدصورتی کا بہترین علاج"
مگر ہم نہیں سمجھتے۔ کوئی ذرا بھی عقل رکھنے والا انسان
اسے بہترین علاج کیونکر کہہ سکتا ہے۔ نہ کوئی دوا بتائی
گئی ہے۔ نہ دوا بنانے کا طریق بتایا گیا۔ نہ اس کے
استعمال کرنے کی تشریح کی گئی ہے۔ صرف یہ کہدیا گیا
ہے کہ بہترین دواؤں کا استعمال کیا جائے۔ اس بات کو
کون نہیں جانتا۔ کہ ہر بیماری کا علاج بہترین دواؤں کے
استعمال سے ہی ہوا کرتا ہے۔ ایک جاہل سے جاہل انسان
بھی اپنی یا اپنے کسی عزیز کی بیماری کے وقت یہی چاہتا
ہے۔ کہ وہ کسی بہترین دوا کا استعمال کرے تاکہ اس کو
جلد شفا حاصل ہو۔ پھر وید نے کونسی عجیب اور انوکھی بات
کہدی۔ جس کا نام "بہترین علاج" رکھ دیا گیا۔ اگر وید نے
خوبصورت بننے کے لئے کوئی نسخہ بتایا ہے۔ اس کے بنانے
اور استعمال کرنے کی ترکیب بتائی ہے تو ملاپ کو چاہیئے اسے
پیش کرے۔ اور وید کے ماننے والوں پر اس کا تجربہ کر کے دکھائے
ورنہ جو کچھ اس نے لکھا ہے اس سے ظاہر ہے کہ وید بیفائدہ
باتوں کا مجموعہ ہے۔ معلوم نہیں کس برتے پر وید مقدس کے ایسے نکتے اخباروں میں درج کر کے لوگوں کے سامنے پیش کئے جاتے ہیں۔

مکتوبات امام

(مرسلہ مولوی رحیم بخش صاحب ایم۔ اے افسر ڈاک)

اللہ تعالیٰ کا دیدار کس طرح ہو سکتا ہے

ایک صاحب کو حضور نے ان کے سوالات کے جواب میں حسب ذیل خط لکھوایا۔

آپ نے جو یہ چار سوال حضرت اقدس سے دریافت کئے ہیں۔

۱۔ کونسی عبادت سے قبر میں روشنی ہوتی ہے۔

۲۔ کونسی عبادت سے اللہ کا دیدار ہوتا ہے۔

۳۔ کونسی عبادت سے پل صراط سے نجات ملتی ہے

۴۔ کونسی عبادت سے جنت ملتی ہے۔

ان کے جواب میں حضور فرماتے ہیں۔ یہ چاروں سوال آپ کے ایک ہی سوال سے تعلق رکھتے ہیں۔ صرف اتنا فرق ہے۔ کہ اللہ کے دیدار کا سوال جو آپ نے پیچھے رکھا ہے وہ پہلے ہونا چاہیئے تھا۔ اور پہلا سوال دوسرے نمبر پر ہونا چاہیئے تھا۔

ان چاروں سوالوں کا یہ جواب ہے۔ کہ یہ ممکن نہیں ہے کہ ایک شخص کو اللہ کا دیدار ہو اور اس کی قبر میں روشنی نہ ہو۔ اور یہ ممکن نہیں ہے کہ قبر میں روشنی ہو اور پل صراط پر سے نہ گذرے۔ اور یہ ممکن نہیں ہے کہ کوئی شخص پل صراط پر سے گذر جائے۔ اور جنت میں داخل نہ ہو۔ پس چاروں سوالوں میں سے یہی سوال رہ گیا کہ اللہ کا دیدار کس طرح ہو۔ جس کو خدا کا دیدار ہو اس کو یہ ساری باتیں بھی حاصل ہو گئیں اس کی قبر میں بھی روشنی ہو گئی۔ وہ پل صراط پر سے بھی گذر گیا۔ اور وہ جنت میں بھی داخل ہو گیا۔

دیدار خدا کے معنے

مگر مشکل یہ ہے کہ لوگ اس بات کو نہیں سمجھتے کہ خدا کے دیدار کے معنے کیا ہیں۔ خدا آدمی تو ہے نہیں کہ سامنے بیٹھا ہوا کسی کو نظر آ جائے۔ جو انسان زمین کو جو نہایت ہی محدود ہے ایک نظر میں نہیں دیکھ سکتا وہ خدا کی لامحدود ذات کو کس طرح دیکھ سکتا ہے خدا کی مخلوق کو اگر مد نظر رکھا جائے تو وہ اتنی بھی نہیں کہ جتنا جسم کا ایک سوراخ ہوتا ہے۔ لیکن اس زمین کا ہزارواں حصہ بھی انسان ایک نظر میں نہیں دیکھ سکتا۔ ایک وقت میں ایک میل تک دیکھ سکتا ہے۔ اور زمین کا دائرہ ۲۵ ہزار میل کا ہے تو ایسی محدود نظر رکھنے والے انسان کا یہ خیال کرنا کہ وہ خدا کی لامحدود ذات کو دیکھ لے۔ یہ ایک عبث خیال ہے۔ اور پھر خدا مادے کا تو بنا ہوا ہے نہیں۔ کہ انسان اس طرح دیکھ لے جسطرح مادی چیزوں کو دیکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ تو لطیف اور خبیر ہے۔ انسان تو مادہ کی بنی ہوئی چیز مثلاً ہوا اور بجلی کو بھی نہیں دیکھ سکتا۔ دماغی طاقتوں کو بھی نہیں دیکھ سکتا۔ جب لاکھوں کروڑوں ایسی چیزیں ہیں۔ جن کو انسان اپنی آنکھ سے نہیں دیکھ سکتا۔ تو پھر غیر مادی چیز کو وہ کس طرح آنکھ سے دیکھ سکتا ہے۔ اس سے زیادہ قابل تعجب اور کونسی بات ہو گی۔

خدا کا دیدار ہو سکتا ہے

پس معلوم ہوا کہ اس رنگ میں تو دیدار اللہ کا نہیں ہوا کرتا۔ لیکن باوجود اس کے یہ نہیں کہہ سکتے کہ خدا کا دیدار نہیں ہوتا۔ اگر نہ ہو تو بندہ کو خدا سے محبت کس طرح پیدا ہو سکتی ہے بے دیکھی چیز سے بھی کبھی کسی کو محبت ہوئی ہے۔

ایک صوفی بزرگ گذرے ہیں۔ ان سے کسی نے پوچھا تھا۔ کہ خدا کی ہستی کا ثبوت کیا ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ خدا کی ہستی کا ثبوت اس کے عاشق ہیں۔ لاکھوں کروڑوں روحیں ایسی نظر آتی ہیں جو اس کی محبت میں سرشار ہیں۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ کبھی اس پر انسان کی نظر پڑی ہے۔ اور اس کی کسک چلی آ رہی ہے۔

دیدار الٰہی ہونے کا طریق

پس یہ بھی سچ ہے کہ ان مادی آنکھوں کی خدا نظر نہیں آتا۔ اور یہ بھی سچ ہے کہ بغیر خدا کے دیدار کے انسان اپنی زندگی کے مقصد کو نہیں پا سکتا مگر سوال یہ ہے کہ خدا کا دیدار کس طرح حاصل ہوتا ہے۔ سو اس کا جواب یہ ہے کہ جس طرح آج ہمیں رسول کریم صلعم کا دیدار حاصل ہوتا ہے۔ اسی طرح خدا کا بھی دیدار حاصل ہوتا ہے۔ رسول کریم صلعم کے حالات زندگی۔ قرآن شریف اور احادیث کو پڑھکر باوجود اس کے کہ ۱۳۰۰ سال گذر گئے ہیں۔ آپ کا وجود ہماری آنکھوں کے سامنے آ جاتا ہے۔ آپ کے اخلاق۔ آپ کی ہمدردی بنی نوع انسان کو دیکھ کر آپ کی صداقت کے پھیلانے کی تڑپ کو دیکھکر گو ہماری مادی آنکھیں آپ کو نہیں دیکھ سکتیں۔ مگر ہماری عقل اور ذہن آپکو دیکھ لیتا ہے۔ اور ہم نہیں کہہ سکتے کہ آپ کو اپنی آنکھوں سے دیکھنے والے لوگ ہم سے زیادہ آپ کے عشق میں سرشار تھے۔ کیونکہ آپ کے جسم کی وجہ سے حضرت ابو بکرؓ آپ سے محبت نہیں کرتے تھے۔ بلکہ اس لئے کرتے تھے کہ آپ کے خیالات۔ اعتقادات۔ عادات اور آپ کی تعلیم ایسی تھی کہ اس کے مقابلہ میں کوئی تعلیم دنیا میں نظر نہیں آتی تھی۔ اسی طرح حضرت عمرؓ اگر آپ پر شیدا تھے تو جسم کی وجہ سے نہیں تھے۔ بلکہ آپ کے ان خیالات اور اعتقادات کی وجہ سے تھے جو آپ میں پائے جاتے تھے۔ اور گو رسول کریم صلعم فوت ہو گئے ہیں۔ مگر آپ کی تعلیم تو نہیں مٹی۔ وہ تو قائم ہے اور قائم رہیگی۔ پس جب ہم آپ کی تعلیم کو دیکھتے ہیں۔ تو آپ کے وجود کو اپنی آنکھوں کے سامنے لے آتے ہیں۔ اور آپ اسی طرح ہمارے دلوں کو نظر آتے ہیں۔ جس طرح آپ اپنی زندگی میں نظر آتے تھے۔

خدا اپنی صفات میں نظر آتا ہے

اس طرح جب ہم اللہ تعالیٰ کی وحی اور اس کے کلام کو پڑھتے ہیں۔ تو خدا تعالیٰ کی صفات ایک ایک کر کے ہماری آنکھوں کے سامنے آنا شروع ہوتی ہیں۔ کبھی اس کی قدرت اپنی وسعت کے ساتھ کبھی اس کا علم اپنی وسعت کے ساتھ کبھی اس کا رحم اپنی وسعت کے ساتھ کبھی اسکا احیا اپنی وسعت کیساتھ

کبھی اس کی امانت اپنی وسعت کے ساتھ۔ کبھی اس کی طرف سے بسط اور قبض اپنی وسعت کے ساتھ کبھی اس کی رحمت اپنی وسعت کے ساتھ کبھی اس کا عذاب اپنی وسعت کے ساتھ ہماری آنکھوں کے سامنے آنا شروع ہو جاتا ہے۔ پھر جب ہم اس کے کلام پر سے نظر اٹھاتے ہیں اور ہمارے دماغ کے سامنے ایک غیر مادی تصویر آجاتی ہے۔ اور اس کا دیدار روحانی بھی ہونا شروع ہوتا ہے۔ تو ہماری نظر معاً اس کی طرف سے آنیوالے انبیاء اور اولیاء پر پڑتی ہے اور وہی باتیں جو ہم ان کی وحی میں پاتے تھے۔ وہی ہم کو نبیوں اور ولیوں کی حرکات اور سکنات میں حرکت کرتی ہوئی نظر آتی ہیں۔ تب پھر خدا کا دیدار مکمل ہو جاتا ہے اور وہ اس طرح ہماری آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے۔ جس طرح کہ سورج اپنی روشنی کے ساتھ۔ پھر جب انسان نبیوں کی اتباع کرتا ہے۔ اور ان کے پیچھے چلتا ہے۔ اور ان کے رنگ میں رنگین ہو جاتا ہے۔ تو خدا کی قدرتیں اور طاقتیں اس کی آنکھوں، ہاتھوں اور کانوں پر جاری ہونا شروع ہو جاتی ہیں جسطرح کہ اس بزرگ کے ہاتھ پر جس کو اس نے پہلے دیکھا تھا۔ تب اس کی حالت اس شخص کی سی نہیں رہتی۔ جو دور سے سورج کو دیکھ رہا ہو۔ بلکہ اس کی حالت ایسی ہوتی ہے جو پانی کے چشمہ میں غوطے لگا رہا ہو۔ اس کے دائیں بائیں سب طرف پانی ہوتا ہے۔ اسیطرح خدا کی محبت کے چشمہ میں کھیلتا اور کودتا ہے اور اسے خدا کا دیدار کامل طور پر ہو جاتا ہے۔ پس یہ دیدار کی کیفیت ہے۔ اس کیفیت کے سمجھے بغیر اس سوال کا جواب نہیں دیا جا سکتا تھا۔ کہ خدا کا دیدار کس طرح حاصل ہوتا ہے۔ لیکن جب آپ اس کیفیت کو سمجھ گئے تو یہ سوال بھی حل ہو گیا۔ کہ کونسی عبادت سے خدا کا دیدار ہوتا ہے۔ کیونکہ آپ پر یہ بات کھل جائیگی کہ شریعت کے نازل ہونے کی غرض ہی یہی ہے۔ کہ یہ بات انسان کو حاصل ہو۔ اور جب دین کے نازل ہونے کی غرض ہی یہ ہے کہ انسان کو خدا کا دیدار حاصل ہو۔ تو اس سے زیادہ بے وقوفی کیا ہو گی۔ اگر ہم یہ کہدیں کہ اسلام کے فلاں حکم پر عمل کرنے سے خدا کا دیدار ہوتا ہے۔ جس حکم سے خدا کا دیدار نہیں ہوتا تھا اس کو خدا نے نازل ہی کیوں کیا۔ پس اسلام کی سب تعلیم اور ان احکام کی اتباع سے جو قرآن شریف اور احادیث میں نازل ہوتے ہیں خدا کا دیدار ہوتا ہے جو شخص ان میں سے کسی ایک کو چن لیتا ہے۔ وہ ناکام اور نامراد رہتا ہے۔ اس کی مثال ایسی ہے کہ کوئی شخص دنیا کی ساری مرضوں کو دور کرنے کے لئے ایک دوا کو چن لے۔ جبتک وہ ساری دواؤں کو استعمال نہ کریگا۔ جو اس مرض کے لئے خدا نے بنائی ہیں۔ مرض دور نہیں ہو سکتی۔ ہاں جس طرح کہ ایک طبیب ایک مریض کو وہی دوا دیتا ہے جس کی اسکو ضرورت ہوتی ہے اسی طرح ایک روحانی طبیب اپنے مریض میں دیکھتا ہے۔ کہ اس کی کس چیز میں کمی ہے۔ پھر اس کے پورا کرنے کا علاج اسکو بتا دیتا ہے۔ اس کے یہ معنے نہیں ہونگے۔ کہ صرف اس ایک چیز سے خدا مل گیا۔ بلکہ اس کے یہ معنے ہوں گے کہ شریعت کا نسخہ ایک شخص استعمال کر رہا تھا۔ مگر اسی میں سے یہ جزو باقی رہ گیا تھا۔ جس کے شامل نہ کرنے کی وجہ سے نسخہ پورا عمل نہیں کرتا تھا۔ روحانی طبیب نے اس کو بتا دیا کہ یہ جزو رہ گیا ہے۔ جب یہ پورا ہو گیا تو وہ اپنے مطلب کو پا گیا ؛

توبہ سے گناہ کی معافی

ایک شخص نے حضور سے دریافت کیا کہ اگر کوئی شخص جھوٹے قرآن شریف قسمیہ اٹھاتے - اور چوری بھی کرتا ہو تو وہ کس طرح بخشا جا سکتا ہے اسپر حضور نے فرمایا۔ کہ اگر وہ اخلاص اور نیک نیتی سے توبہ کرے۔ اور آئندہ گناہ چھوڑ دے۔ نیکی میں ترقی کرے۔ اور لوگوں کے اندر نیکی پھیلائے تو اللہ تعالےٰ اس کے گناہ معاف کر دیگا۔

غیر احمدی کیلئے دعا

ایک صاحب نے حضور سے دریافت کیا کہ اسکا ایک قریبی رشتہ دار بیمار ہے۔ اور غیر احمدی ہے کیا حضور اس کے لئے دعا فرما سکتے ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ زندوں کے لئے دعا جب تک الہاماً منع نہ کیا جائے جائز ہے اور الہاماً کسی خاص دعا سے منع کیا جاتا ہے۔ عام طور پر منع نہیں کیا جاتا۔ اس کے بعد فرمایا میں ان کیلئے دعا کرونگا۔

چندہ دینا ضروری ہے

ایک صاحب نے حضور سے دریافت کیا۔ میری آمدنی کم ہو گئی ہے۔ میں چندہ دینے کے متعلق کیا کروں۔ حضور نے فرمایا جسقدر ہو سکے چندہ دیتے رہیں خواہ ایک پیسہ ماہوار ہی ہو

نیکی سے روکنے والا باپ

ایک شخص نے حضور سے دریافت کیا کہ اس کا باپ جو غیر مبایع ہے اسے نیکی کے کام سے روکتا ہے۔ اس کے لئے کیا رویہ اختیار کرنا چاہیئے حضور نے فرمایا کہ والد صاحب کا ادب کریں اور ان کے لئے دعا کریں۔ مگر دین کے کام میں حصہ لینا نہ چھوڑیں۔ بلکہ کوشش کریں کہ وہ بھی حصہ لیں۔

مسجد برلن کا چندہ اور غیر احمدی عورت

ایک صاحب نے حضور سے دریافت کیا کہ اگر کوئی غیر احمدی عورت مسجد برلن کے لئے چندہ دے تو اس سے لے لیا جائے یا نہیں۔ حضور نے فرمایا کہ اگر وہ اپنے آپ کو احمدی قرار دیتی ہو اور کسی وجہ سے بیعت نہ کر سکی ہو اور خود چندہ دے تو لے لیں ؛

نذر کی ادائگی

ایک شخص نے حضور سے دریافت کیا۔ میں نے منت مانی

مسلمانوں کی تنظیم کی صورت

حوادث زمانہ اور ذلت کے خطرناک گرداب میں پھنس کر آج مسلمان اس بات کو اچھی طرح محسوس کر رہے ہیں کہ یہ ساری تباہی کسی حقیقی لیڈر اور سچے راہنما کے نہ ہونے کی وجہ سے ان پر وارد ہو رہی ہے۔ اور وہ اس بات ضرورت محسوس کر رہے ہیں کہ کوئی ایسا زبردست لیڈر ہونا چاہیئے۔ جو کہ مسلمانوں کی راہنمائی کی باگ اپنے مضبوط ہاتھوں میں لیکر ان کو سیدھے صاف اور سیدھے راستے پر چلائے۔ جس پر چلکر وہ تباہی اور ذلت کے گڑھے سے نکل سکیں۔ اور دوسری اقوام جو کہ ان کی خطرناک دشمن ہیں۔ ان کے حملوں سے محفوظ رہ سکیں :

چنانچہ معاصر "زمیندار" اپنی اشاعت ۲۳ ستمبر ۲۳ء میں لکھتا ہے :-

"ہر جگہ ہندو منظم اور مسلمان منتشر ہو رہے ہیں مختلف مقامات پر فساد کا محشر بپا ہے مسلمان پٹ رہے ہیں۔ کوئی رہنما نہیں۔ کوئی سر دھرا موجود نہیں۔ بھیڑوں کا ایک گلہ ہے بے گلہ بان اور نہتوں کا ایک لشکر ہے بے کماندار"

ویسا ہی معاصر "سیاست" بھی اپنی اشاعت ۲۳ ستمبر ۲۳ء میں اس ضرورت کو حسب ذیل الفاظ میں ظاہر کرتا ہے :۔

"اسلام اور مسلمانوں کی بربادی کے مشورے ہو چکے ہیں۔ اگر انھوں نے اپنا مرکزی نظام درست نہ کیا۔ اور وہ فوراً اصلاح کی طرف متوجہ نہ ہوئے۔ تو ارتداد اور سنگھٹن کا سیلاب ان کو بہالے جائے گا۔ مسلمانوں کا شور اور فریاد بے جا اور بے کار ہے۔ دنیا میں وہ ہی قومیں زندہ رہ سکتی ہیں۔ جو میدان عمل میں گامزن ہوں"

یہ نہایت خوشی کی بات ہے کہ معزز مسلمان اخبارات اس اہم ضرورت کو سمجھ کر عام لوگوں کی توجہ اس طرف مبذول کرا رہے ہیں۔ کہ ان کی حالت اسوقت تک معرض خطر میں ہے۔ جب تک کہ وہ منظم صورت میں میدان عمل میں گامزن نہ ہوں۔

یہ بات واقعی درست اور صحیح ہے کہ جو قومیں منظم نہیں رہیں۔ جن کا کوئی راہ نما نہیں ہوتا۔ وہ ہمیشہ بھیڑوں کے ایک پراگندہ گلہ کی طرح خونخوار بھیڑیوں اور موذی جانوروں کا شکار ہوتی رہی ہیں۔ اور ہمیشہ ہوتی رہینگی مسلمان بھی جب تک احکام شریعت کی بجا آوری کو اپنا فرض منصبی سمجھ کر قرآن کریم کے حکم کے ماتحت منظم حالت میں رہے عزت۔ شہرت۔ کامرانی اور فتح مندی ان کی لونڈی بنی رہی۔ اور اقبال ان کے پاؤں چومتا رہا لیکن جب وہ ایک سلک میں منسلک نہ رہے۔ اور ان کا شیرازہ منتشر ہو گیا۔ تو ادبار نے ان کو چاروں طرف سے گھیر لیا۔ لیکن خدا کا شکر ہے کہ مشکلات کے ہجوم اور مصائب کے تھپیڑوں نے ان کی توجہ کو اس طرف پھیر دیا ہے۔ کہ وہ ہرگز ہرگز ترقی نہیں کر سکتے جب تک ایک انتظام کے ماتحت نہ ہوں۔

مگر سوال یہ ہے کہ وہ انتظام کس طرح میسر آ سکتا ہے۔ اس کے لئے یاد رکھنا چاہیئے کہ اسلام چونکہ ایک سچا اور خدا تعالیٰ کا قائم کردہ مذہب ہے۔ اس لئے ضروری ہے۔ کہ خدا تعالیٰ ہی ایسا سامان کرے۔ جو اسلام اور اسلام کے نام لیوا لوگوں کی حفاظت اور استحکام کا باعث ہو۔ اور یہ کیونکر ممکن ہے کہ خدا تعالیٰ ایسے سامان نہ پیدا کرے جو اسلام کی ترقی اور حفاظت کا موجب ہوں۔ ان سامانوں میں سے ایک ایسے راہ نما کا ہونا بھی نہایت اہم اور ضروری ہے۔ جو کہ خدا تعالیٰ کا قائم کردہ ہو۔ اور تمام مسلمانوں کو متفقہ طور پر ایک جگہ اکٹھا کر کے ان میں وہ سپرٹ اور روح پیدا کرے۔ جو کہ مسلمانان ماضی کے دلوں میں موجزن تھی۔ تاکہ پھر وہ ترقی کے اسی مقام پر پہنچ سکیں جس پر صحابہ کرام اور ان کے بعد کے مسلمان پہنچے۔

سچے اور حقیقی راہنما کے متلاشی لوگوں کو چاہیئے کہ وہ دیکھیں۔ جب مسلمانوں کی حالت اس درجہ خطرناک ہو گئی ہے۔ اور اسلام اس قدر دشمنوں کے نرغے میں گھرا ہوا ہے۔ تو اسلام کے محافظ اور امت محمدیہ کے نگہبان خدا تعالیٰ نے کوئی راہنما اور ہادی مسلمانوں کے لئے بھیجا ہے یا اور کسی انسان نے یہ دعویٰ کیا ہے یا نہیں۔ اس طرف توجہ کرنیوالے اصحاب کو فوراً معلوم ہو جائیگا کہ حضرت مرزا صاحب نے اس زمانہ کا مصلح اور ہادی ہونے کا دعویٰ کیا ہے اور کہا ہے کہ خدا نے مجھے اسلام کی حفاظت اور اشاعت کے لئے بھیجا ہے۔ چنانچہ آپ کے ذریعہ نہایت قلیل عرصہ میں ایک ایسی جماعت قائم ہو گئی ہے۔ جو نہایت منظم صورت میں ایک امام اور راہ نما کی سرکردگی میں دین کی خاطر اپنے جان و مال کی کچھ بھی پرواہ نہ کرتے ہوئے اسوقت میدان عمل میں گامزن ہے۔ اور ترقیات کے زینوں کو جلد جلد طے کر رہی ہے۔ اس بات کو معلوم کرنے کے لئے دور جانے کی ضرورت نہیں۔ حال ہی میں میدان ارتداد میں جو جو کامیابیاں جماعت احمدیہ قادیان نے حاصل کی ہیں۔ اور جس جانفشانی سے اپنے ناموس کی حفاظت میں طرح طرح کی قربانیاں اس جماعت نے کی ہیں وہ بے تعصب مسلمان احباب کو مجبور کر رہی ہے۔ کہ وہ کھلے لفظوں میں اس بات کا اعتراف کریں کہ زمانہ حال میں صرف یہی ایک جماعت ہے۔ جو کہ اسلام کی سچی خیر خواہ اسلام کے لئے ہر طرح کی قربانیاں کرنے والی ایک نظام کے ماتحت چلنے والی باقاعدہ جماعت ہے۔ چنانچہ متعدد اہل قلم اور صاحب دانش مسلمان اصحاب اخبارات میں اس قسم کی رائے ظاہر کر چکے ہیں۔ پس روئے زمین پر صرف جماعت احمدیہ ہی ایک ایسی جماعت ہے۔ جو ایک ایسے راہ نما کے ماتحت ہے۔ جس کے ادنیٰ اشارے پر اپنی جان۔ مال۔ اولاد کو قربان کر دینا اپنی خوش قسمتی سمجھتی ہے جبکہ تمام مسلمان دیکھ رہے ہیں کہ سوا اس جماعت کے اور کوئی فرقہ مسلمانوں میں ایسا نہیں جو کہ ایک ہی واجب الاطاعت امام کے ماتحت ہو۔ اور کسی باقاعدہ نظام کے ماتحت کام کر رہا ہو۔ تو کیوں اپنے لئے ایک راہ نما کی ضرورت محسوس کرتے ہوئے بھی وہ اس جماعت میں بلکہ ایک ہی راہ نما کی ماتحتی میں اسلام کی اشاعت کے لئے تیار نہیں ہو جاتے یاد رہے بہت اچھی طرح ذہن نشین کر لینا چاہیئے۔ کہ مسلمان اسوقت تک ترقی نہیں کر سکتے۔ جب تک وہ ایک راہ نما کے ماتحت نہ ہوں۔ مگر انکو کوئی واجب الاطاعت راہ نما اور لیڈر سوائے اس کے نہیں مل سکتا۔ جس کو خدا تعالیٰ نے خود اپنی طرف سے قائم کر دیا۔

مسئلہ سود اور مسلمان

میں نے اپنے ایک مضمون میں مسلمانوں کے افلاس کی ایک وجہ ان کی تجارت سے عدم توجہی کو قرار دیا تھا۔ اب افلاس کی وجہ سے جو نتائج پیدا ہوتے ہیں۔ ان کے متعلق کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ چونکہ میں ایک گاؤں کا رہنے والا ہوں۔ اس لئے اسی نقطہ خیال سے اس مضمون پر بحث کروں گا۔ میں چاہتا ہوں کہ جن مشکلات میں مسلمان بھائی اسوقت مبتلا ہیں۔ ان کا سدباب ہو سکے۔ اور وہ قرآن کریم کے احکام پر گامزن ہوں ؛

سب سے زیادہ مشکل جو کہ دیہاتی مسلمانوں کی ترقی کے لئے سنگ راہ ہے۔ وہ مسئلہ سود ہے۔ پنجاب کے دیہات میں کثرت سے آبادی مسلمان زمینداروں کی ہے۔ اور یہی طبقہ سود کے لین دین میں زیادہ مبتلا ہے۔ دیہات میں ایک ضرب المثل عام سنی جاتی ہے۔ کہ وہ زمیندار زمیندار ہی نہیں۔ جس کا شاہ نہ ہو۔ اسلئے تقریباً سو فی صدی مسلمان زمیندار سود میں کسی نہ کسی رنگ میں مبتلا ہیں۔ اور اڑے وقت میں ان جونک کی طرح خون چوس لینے والے ساہوکاروں کو اپنا ماوی و ملجا قرار دیتے ہیں۔ جب ذرا روپے کی ضرورت ہوئی۔ فوراً ساہوکار کے پاس چلے گئے۔ اور اونے پونے کر کے روپیہ قرض اٹھا لیا۔ اس طرح ایک دفعہ بے رحم صیاد کے پنجے میں جب شکار آ گیا۔ تو یہ قرضہ نسلاً بعد نسلاً چلا جاتا ہے۔ زمین رہن ہو جاتی ہے۔ جو پیداوار سال بھر غریب کسان کے گاڑھے پسینے کی کمائی سے ہو۔ وہ ساہوکار کے گھر چلی جاتی ہے۔ کسان کے بال بچے بھوکوں مرتے ہیں۔ اور ساہوکار صاحب بیٹھے بٹھائے چین کرتے ہیں۔ اگر اسامی نے ادائگی میں ذرہ بھر تغافل کیا۔ تو جھٹ جا کر عدالت میں دعویٰ دائر کر دیا۔ اور ڈگری حاصل کرا کر کسان کی جائداد قرق کرالی ؛

یہ ساہوکار جو کہ دیہات کے بھگت بنے رہتے ہیں خود غریب زمینداروں کو اپنے جال میں پھنسانے کے لئے طرح طرح کے مکر اور حیلوں سے کام لیتے ہیں مثلاً کھونے کھانے کے لئے زمینداروں کو دنیاوی عزت کے سبز باغ دکھا کر ان کے لڑکے لڑکیوں کی شادیوں پر اسراف کرنے کی ترغیب دیتے ہیں۔ اور ایسے موقعوں پر یہ کہکر ان کے دل خوش کرتے ہیں کہ ایسے وقت میں کم خرچ کرنے سے ناک کٹ جاتی ہے۔ اس لئے جو ضرورت ہے بیدھڑک لے لو۔ غرض پہلے تو ان کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ کوئی اسامی پھنسے۔ پھر جب کوئی ان کے جال میں گرفتار ہو جاتا ہے تو خونخوار بھیڑیوں کی طرح اس کو پھاڑ کر کھا جاتے ہیں۔

یہ حالات ہیں جنمیں سے اسوقت دیہاتی مسلمان زمیندار گذر رہے ہیں۔ انہیں اتنی تعلیم نہیں کہ وہ ساہوکاروں کے مکر و فریب سے آگاہ ہوں۔ نتیجہ یہ ہے کہ ہر ایک زمیندار کسی نہ کسی رنگ میں سود کے لین دین میں مبتلا ہے۔

قرآن کریم نے جس زور سے سود کے لین دین کو روکا ہے۔ وہ ظاہر ہے۔ اس لئے ضرورت ہے کہ اس مرض میں مبتلا لوگوں کو تعلیم دی جاوے کہ سود کے لین دین سے کنارہ کش ہوں۔ اور ان خونخوار بھیڑیوں سے بچیں۔ جنھوں نے مسلمانوں کو ہر ایک رنگ میں نقصان پر نقصان پہنچایا ہے۔ اور اس نقصان سے بچنے کے لئے کوئی عملی تدبیر اختیار کی جائے۔ گورنمنٹ نے دیہات میں زمیندارہ بنک کھولے ہیں۔ مگر افسوس ہے کہ مسلمان ان سے کماحقہٗ متمتع نہیں ہو سکے۔ کیونکہ ان میں بھی سود کا لین دین ہوتا ہے۔ البتہ زمیندار بنکوں کی اور ساہوکاروں کی شرح سود میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ ان بنکوں کے اجراء سے زمیندار لوگ کچھ سنبھل گئے ہیں۔ گورنمنٹ کا ہرگز یہ منشاء نہیں کہ اس کی رعایا تباہ ہو۔ بلکہ وہ چاہتی ہے کہ زمیندار لوگ ان ساہوکاروں کے دست تظلم سے بچ جاویں۔ کیونکہ زمینداروں کی بہبودی میں گورنمنٹ کا فائدہ ہے۔ سرکاری محاصل آسانی سے وصول ہو سکتے ہیں۔ اسلئے اگر مسلمان خود ایسے بنک جاری کریں۔ جن میں سود کا لین دین ہو۔ اور گورنمنٹ سے مدد طلب کریں۔ تو کوئی وجہ نہیں کہ گورنمنٹ جو کہ رعایا کے ہر ایک طبقہ کا خیال رکھتی ہے۔ ان کی سرپرستی نہ کرے۔

میں ذیل میں ایک تجویز پیش کرتا ہوں۔ جو کہ اگر دیہات میں جاری کی گئی۔ تو مسلمان سود کے لین دین سے بچ جاوینگے۔ اب دیہات میں اتنے تعلیم یافتہ لوگ موجود ہیں۔ جو کہ آسانی سے بشرطیکہ وہ کمر ہمت باندھیں۔ اس کام کو سرانجام دیسکتے ہیں۔ مسلمانوں کو سود کے لین دین سے بچانا ایک مذہبی فرض ہے۔ اور اگر اہل علم طبقہ مسلمانوں کی یہ حالت دیکھ کر خاموش رہا۔ تو اس گناہ کا بار عظیم اس کی گردنوں پر بھی ہوگا ؛

(۱) ہر گاؤں میں تعلیم یافتہ اور صالح لوگوں کا ایک بورڈ بنایا جاوے ؛

(۲) اس بورڈ کے فرائض یہ ہوں۔ (۱) ہر ایک زمیندار سے علی قدر حیثیت چندہ اکٹھا کرے۔ یہ چندہ جنس کی صورت میں ہو۔ جو بعد ازاں فروخت کر کے نقدی میں تبدیل کر لیا جائے۔ (۲) پہلے تین سال جب تک بنک چل نہ پڑے کسی کو قرض نہ دیا جاوے۔ بعد ازاں اگر کسی زمیندار کو ضرورت ہو۔ تو اسکی ضرورت کا احساس کرتے ہوئے اس کو قرض حسنہ دیا جاوے جس کی وصولی جنس کی صورت میں ہو ؛

(۳) شادی۔ بیاہوں اور ختنہ وغیرہ کیوقت پہلے تو غیر ضروری اخراجات سے بچایا جائے۔ اور اگر ضرورت ہو۔ تو قرض اسی قدر دیا جائے۔ جو بالکل ضروری ہو۔ اور اسراف کرنے کا ہرگز موقع نہ دیا جائے ؛

(۴) لین دین صرف بورڈ تک محدود رہے۔ اگر کوئی زمیندار بورڈ کی مرضی کے بغیر قرض کا لین دین دوسری جگہ کرے۔ تو بورڈ ہر ایسے آدمی کو اس سے بچانے کے لئے ہر ممکن ذریعہ استعمال کرے۔

(۵) جو قرض دیا جاوے۔ وہ فصل کیوقت واپس لیا جاوے۔

(۶) اگر بورڈ احمدیوں کا ہو۔ تو حضور خلیفۃ المسیح ثانی کے زیر احکام عمل کرے ؛

(۷) ہر ایک بورڈ گورنمنٹ سے رجسٹرڈ کرایا جائے ؛

(۸) بورڈ کا مقام اول تو گاؤں متعلقہ کے اندر ہی زیادہ موزوں ہے۔ لیکن اگر چند گاؤں کا بورڈ ایک ہی ہو۔ تو ان کا مقام کوئی مرکزی شہر ہونا چاہیئے۔ جہاں سے تمام دیہات متعلقہ یکساں فائدہ اٹھا سکتے ہوں۔

یہ معمولی سا خاکہ ہے جو اسلئے پیش کیا گیا ہے کہ مسلمانوں کو اس طرف توجہ دلائی جائے۔ کام کرنیوالے اصحاب مناسب کمی بیشی کر سکتے ہیں ؛

شیخ احمد۔ احمدی از شملہ

جمعیۃ العلما اور مہاشہ شردھانند کا اعلان مناظرہ

مولوی کفایت اللہ صاحب صدر جمعیۃ العلما ہند نے مہاشہ شردھانند کے اعلان مناظرہ کا جو جواب دیا ہے۔ اس کا ضروری حصہ ناظرین کی آگاہی کے لئے درج ذیل کیا جاتا ہے۔

اخبار تیج مورخہ ۱۹ر اگست ۱۹۲۳ء میں سوامی شردھانند نے ایک مضمون چھپوایا ہے۔ چونکہ اس مضمون میں سوامی جی نے علماء اسلام مبلغین اسلام عہدہ داران خلافت و کانگریس کی توہین کی ہے۔ اور ہندو مسلم منافرت کی خلیج کو بڑھانا چاہا ہے۔ اور ایک عام غلط فہمی پھیلنے کا اندیشہ ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ اس کے قابل جواب حصوں کا جواب شائع کر دیا جائے۔

سب سے پہلے اس مضمون کی سرخی ملاحظہ فرمایئے جو یہ ہے "مسلمان علما چیلنج دیں تو ویدک دھرمی تیار رہیں" اگر یہ عنوان سوامی جی کا قائم کردہ ہے۔ تو "مشتے کہ بعد از جنگ یاد آید برکلہ خود باید زد" کا مصداق ہے۔ کیونکہ اسی مضمون میں سوامی جی کا اقرار موجود ہے۔ کہ مسلمان علما اور مبلغین نے جن میں خلافت و کانگریس کے عہدہ دار بھی شامل تھے۔ بہت سے مقامات میں سوامی جی کو مناظرہ کے چیلنج دیئے۔ مگر سوامی جی نے ایک چیلنج بھی قبول نہ کیا۔ اور ہر جگہ میدان مناظرہ سے روگردانی کر کے جان بچائی۔ اب آرام گاہ میں بیٹھکر فرماتے ہیں۔ کہ مسلمان علما چیلنج دیں تو ویدک دھرمی تیار رہیں۔

اور اگر یہ سرخی (عنوان) آپ کی لکھی ہوئی نہیں۔ بلکہ تیج کے اڈیٹر نے خود لکھدی ہے۔ تو افسوس کہ اس نے بھی مسلمان علما کے چیلنج کو کافی سمجھا اور سوامی جی کی منطق کو نامعقول سمجھکر یہ شرط نہیں لگائی۔ کہ جمعیۃ العلما یا تبلیغ الاسلام یا مرکزی خلافت کمیٹی چیلنج دے۔

آپ فرماتے ہیں "آخری کوشش ان کی یہ تھی۔ کہ مناظرہ کا بہانہ کر کے میرے کام کو بند کرا دیں" اس عبارت میں آپ نے علماء اسلام مبلغین اسلام خلافت و کانگریس کے عہدہ داروں کی نیت پر نہایت نامعقول حملہ کیا ہے۔ کہ ان کی دعوت مناظرہ کا مقصد بجائے اظہار صداقت کے کام بند کرنے کا بہانہ قرار دیا۔ تو گویا آپ کے نزدیک علماء اسلام مبلغین اسلام خلافت و کانگریس کے عہدہ دار سب کے سب بہانہ باز ہیں۔

آپ کو ان کی نیت کا علم کس طرح ہو گیا۔ کہ ان کا مقصود محض حیلہ و بہانہ ہے۔ گویا آپ علم غیب اور دلوں کی باتیں جاننے کا بھی دعوے کر بیٹھے۔ آپ مناظرہ کو اپنے کام بند کرانے کا ذریعہ سمجھ بیٹھے۔ مناظرہ سے سچ کا سچ ثابت ہو کر اس کی روز افزوں ترقی ہوتی ہے۔ اور جھوٹے کا جھوٹ ثابت ہو کر اس کا کام ہو جاتا ہے۔ مگر جب کہ آپ نے مناظرہ سے جان چرائی اور اسکو اپنے کام کے بند ہو جانے کا ذریعہ سمجھی تو گویا آپ نے ویدک دھرم کے بطلان پر اپنے اقرار کی مہر لگا دی۔

آپ فرماتے ہیں۔ میں نے ان سے صاف کہدیا کہ گمنام فردوں کے اشتہاروں کی میں پرواہ نہیں کرتا اگر واقعی معزز اسلام کی طرف سے قرآن مجید اور وید مقدس کی تعلیموں کا مقابلہ کرانا ہے۔ الخ

آپ نے خود اقرار کیا ہے کہ مناظرہ کا چیلنج دینے والے علماء اسلام مبلغین اسلام تھے۔ جن میں خلافت و کانگریس کمیٹیوں کے چند عہدہ دار بھی شامل تھے۔ اس اقرار کے بعد یہ عبارت جو آپ نے لکھی ہے اس کے معنی یہ ہیں کہ:۔

(الف) اول آپ نے ان تمام علما اسلام مبلغین اسلام خلافت و کانگریس کے عہدہ داروں کو جن میں ممکن ہے۔ کہ ایک سے زیادہ مشہور و ممتاز اہل قلم و معززین ہوں۔ گمنام فردوں کا خطاب دیکر تہذیب کی داد دی۔

(ب) خود اپنے آپ کو اتنا بڑھایا کہ علما اسلام مبلغین اسلام عہدہ داران خلافت و کانگریس کو آپ قابل خطاب نہیں سمجھتے۔ اور ان کے چیلنج کی پرواہ نہیں کرتے کہ آپ کو مناظرہ کا چیلنج دینے کے لئے آسمان سے کوئی فرشتہ اترتا۔

(ج) آپ نے ان تمام علماء مبلغین و عہدہ داران کو غیر معزز سمجھکر فرمایا کہ اگر واقعی معزز اہل اسلام کی طرف سے الخ خیر یہ تو آپ کی شرافت تھی۔ کہ ان تمام معززین کو آپ نے غیر معززوں کی فہرست میں داخل کر دیا۔ مگر ساتھ ہی ان کو معززی اور غیر معززی کا معیار بھی بتا دیتے تو بہتر ہوتا۔ تاکہ وہ بیچارے آئندہ کسی سٹریفیکیٹ کو آپ کی خدمت میں بھیجکر تذلیل کرانے سے محفوظ رہتے۔

آپ فرماتے ہیں "تو جمعیۃ علماء ہند یا جمعیت تبلیغ الاسلام ہند یا مرکزی خلافت کمیٹی کی سی کسی ذمہ دار جماعت کی طرف سے بھارت ورشیہ سار ودیشک آریہ پرتنی ندہی سبھا کے نام میری معرفت چیلنج بھیجدیں"

سوامی جی! مسلمان علماء و مبلغین و عہدہ داران خلافت و کانگریس نے آپ کو چیلنج مناظرہ دیکر یہ فوائد حاصل کئے کہ آپ نے ان کو کام خراب کرنیوالا بہانہ باز گمنام۔ غیر معزز کے خطابات عطا فرما دئے۔ اور ان کے چیلنج کو ٹھکرا دیا۔ تو اب اس کی کیا ضمانت ہے کہ اگر جمعیۃ العلما یا تبلیغ الاسلام یا مرکزی خلافت کمیٹی آریہ پرتی ندی سبھا کو چیلنج دے۔ تو آریہ پرتی ندی سبھا ان جمعیتوں کو اس قسم کے خطاب عطا فرما کر اپنا پیچھا نہیں چھڑائیگی۔

جبکہ سوامی جیسے ذمہ دار تعلیم یافتہ گورو کل کے افسر سنیاسی لیڈر نے علماء اسلام مبلغین اسلام عہدہ داران خلافت کو مذکورہ خطابات دیکر تذلیل کی تو کیا عجب ہے کہ ان کی ذمہ دار جماعت بھی ان جمعیتوں کی ایسی ہی

تذلیل کرے ؛

کیا سوامی جی کا دل ان معزز مسلمانوں کی تذلیل کر کے ابھی خوش نہیں ہوا ہے۔ اس لئے وہ آریہ جماعت سے مسلم جمعیتوں کی تذلیل کرانا چاہتے ہیں ؛

سوامی جی مسلمان علماء اور مبلغ جن میں بقول آپ کے خلافت و کانگریس کے عہدہ دار بھی شامل تھے۔ آپ کے نزدیک ذمہ دار ہستیاں تھیں یا نہیں۔ اسی طرح آپ کی ہستی ذمہ دار ہستی ہے یا نہیں ؛

اگر مسلمان علماء مبلغ عہدہ دار ذمہ دار تھے۔ ادہر آپ بھی ذمہ دار ہیں۔ تو ذمہ دار کا چیلنج ذمہ دار کو تھا۔ پھر آپ نے کیوں منظور نہیں کیا ؛

اور اگر مسلمان علماء اور مبلغ اور عہدہ دار سب غیر ذمہ دار تھے۔ اور آپ ذمہ دار تو مہربانی کر کے ان کے نام ظاہر کیجئے تاکہ معلوم ہو سکے۔ کہ آپ کے مقابلہ میں وہ غیر ذمہ دار قرار دئے جا سکتے ہیں یا نہیں۔ اور اگر مسلمان ذمہ دار تھے۔ آپ غیر ذمہ دار تھے۔ جب بھی چیلنج قبول کر لینے میں آپ کا فائدہ تھا۔ کہ آپ کی فتح ہوتی۔ تو شاندار فتح ہوتی۔ اور آپ کی شکست ہوتی تو آپ کی قوم شکست کی ذمہ داری سے بری ہو جاتی۔

نیز اس امر کی کیا سند ہے کہ آریہ پرتی ندہی سبھا چیلنج منظور کریگی۔ اگر آریہ پرتی ندہی سبھا کے روح رواں آپ ہی ہیں۔ اور یہ تمام ہلچل اور قیامت خیز طوفان جو شدھی کی تحریک میں جاری کر کے آپ نے ہندوستان میں پھیلا رکھا ہے۔ آریہ پرتی ندہی سبھا کے اشارے سے ہے۔ اور اسی کی اولوالعزمی یہاں تک ترقی کر گئی ہے کہ (خاکم بدہن) مکہ معظمہ میں اوم کا جھنڈا بلند کرنے کے خواب آنے لگے ہیں۔ تو آریہ پرتی ندہی سبھا کی طرف سے جمعیتہ علماء کے نام چیلنج بھجوائیے۔ پھر دیکھئے کہ جمعیتہ علماء کس مستعدی کے ساتھ چیلنج کو منظور کرتی ہے۔ بلکہ اگر ہمت ہو۔ تو آپ ہی جمعیتہ علماء کو چیلنج دیجئے۔ اور احقاق حق کے میدان میں اترنے کے لئے مردانہ وار قدم بڑھائیے ؛

اس جواب سے ظاہر ہے کہ صدر جمعیتہ العلماء ایک لمبی بحث چھیڑنا چاہتے ہیں۔ کیونکہ مہاشہ جی نے اپنے اعلان میں علماء اور کارکنان خلافت کمیٹی کو کام خراب کرنیوالے بہانہ باز۔ گمنام۔ غیر معزز کے خطاب دیکر ان کی جو ہتک اور تذلیل کی ہے۔ اس کا انہیں بڑا صدمہ اور رنج ہے اور انہیں خطرہ ہے کہ آریہ پرتی ندہی سبھا بھی اسی طرح "علماء" کی تذلیل کی مرتکب نہ ہو۔ اسلئے وہ مناظرہ کے لئے تیار نہیں ہیں۔ چونکہ یہ معاملہ جمعیتہ العلماء اور خلافت کمیٹی وغیرہ کے نقطہ نگاہ سے نہایت اہم معلوم ہوتا ہے اور علماء کے لئے اپنی عزت و توقیر کی حفاظت اور قیام سب سے مقدم ہے۔ اس لئے ان کے لئے یہی صورت مناسب ہو گی۔ جو انہوں نے اختیار کی ہے۔ اور جس کو سعد طریق یا ہے لیکن ہم چونکہ مہاشہ جی کی پیش کردہ تمام کی تمام شرائط منظور کر چکے ہیں۔ اسلئے ہمارے ساتھ مناظرہ کے لئے انہیں تیار ہو جانا چاہیئے "

تہذیب نسواں کا ترکی نمبر

مسلمان مستورات کا قدیم ترین اخبار "تہذیب نسواں" پچیس ۲۵ سال سے نہایت حسن و خوبی سے عورتوں کی خدمات انجام دے رہا ہے۔ اس امر تبہ اس نے ترکان احرار کی فتح کی خوشی میں "ترکی نمبر" شایع کیا ہے۔ اور صلح لوزان کے مختلف پہلوؤں پر نہایت خوبی کے ساتھ روشنی ڈالی ہے۔ خود مستورات کے بھی مضامین ہیں۔ ایک نہایت دلچسپ نظم بھی ہے۔ مسلم خواتین کو چاہیئے۔ کہ وہ نہ صرف اس کے مطالعہ سے محروم نہ رہیں۔ بلکہ اس اخبار کو مستقل طور پر پڑھا کریں۔ جس میں نہایت مفید اور دلچسپ مضامین ہوتے ہیں۔ اس اخبار کی قیمت پانچ روپے سالانہ ہے۔ اور ہفتہ وار نہایت باقاعدگی سے خوبصورت آسان لکھائی اور عمدہ چھپائی کے ساتھ ۲۰ × ۲۶ کے کتابی سائز کے ۲۴ صفحات پر شایع ہوتا ہے ؛

ملنے کا پتہ

مینجر تہذیب نسواں نمبر ۱۹ ریلوے روڈ - لاہور

(بقیہ صفحہ ۲ کالم ۳)

ہوا اب تک مباحثے ہوتے رہے ہیں۔ لیکن کچھ عرصہ سے مسلمان اصحاب نے میری معرفت مباحثہ کرنا زیادہ تر مناسب سمجھا ہے۔ اسلئے ان کی خواہش کو پورا کرنے کی غرض سے سب کو فرداً فرداً جواب دیتے ہوئے ہندوستان کے جملہ مسلمان بھائیوں کو اطلاع دیتا ہوں کہ آریہ سماج ہر وقت مباحثہ کے لئے تیار ہے۔ ۹ ستمبر ۱۹۲۳ء تک اسلام کے ہر ایک فرقہ کی طرف سے (جو مباحثہ کرنا چاہیں) میرے پاس درخواست آجانی چاہیئے کہ وہ کن کن مضامین پر مباحثہ کرنا چاہتے ہیں۔ مباحثہ ۳۰ ستمبر ۱۹۲۳ء سے شروع ہوکر ۱۸ اکتوبر ۱۹۲۳ء کو ختم ہو جاویگا۔ درمیان میں ۴ و ۹ و ۱۴ کو چھٹی رہیگی۔ تاکہ ہر پانچویں روز سامعین کو آرام کا موقعہ ملجاوے ۔

جن فرقہ اسلام کی درخواست ۹ ستمبر ۱۹۲۳ء کے پیچھے آویگی انکو علیحدہ وقت نہیں دیا جاسکیگا۔ وہ اپنے کسی قریبی فرقہ سے ملکر اپنی خواہش پوری کر سکتے ہیں۔ سب درخواستیں آجانے پر ۱۰ ستمبر ۱۹۲۳ء کو جملہ فرقوں کے لئے تقسیم اوقات کرکے ان کو اطلاع دیدی جاویگی ۔

شرائط مباحثہ حسب ذیل ہونگے

(۱) صدر جلسہ آریہ سماج کی طرف سے ہوگا۔ جس کا کام انتظام قائم رکھنا اور اوقات کا تقسیم کرنا ہوگا (۲) صدر جو ہدایات اپنے حقوق کے تحفظ کے لئے مقررین اور اہل جلسہ کو دے وہ ماننا ان کا فرض ہوگا۔ خلاف ورزی کرنے پر ایسا شخص اپنی جگہ سے ہٹا دیا جائے گا۔ (۳) ہر فریق کو تہذیب کے دائرہ میں رہنا ہوگا۔ خلاف ورزی کرنے پر صدر کا کام ہوگا کہ اس کو ہدایت کرے (کسی کتابی تحریر کو جو اس فرقے کی ہو۔ پڑھ دینا خلاف تہذیب نہ خیال کیا جائے گا۔ حاشیہ اصل کے موافق ہوگا خلاف نہیں) (۴) ایک وقت میں ایک ہی صاحب تقریر کرینگے۔ کسی دیگر شخص کو بیچ میں بولنے کی اجازت نہ ہوگی (۵) ہر سائل کو مجیب کا آخری جواب سنکر اپنی جگہ سے ہٹنا ہوگا پہلے نہیں تاکہ جلسہ میں امن اور سکون قائم رہ سکے (۶) تقریر کے واسطے وقت دس دس منٹ فریقین کو دیا جائیگا۔ ایک منٹ باقی رہنے پر صدر جلسہ گھنٹی بجا دینگے۔ دوسری گھنٹی پر فوراً بیٹھ جانا ہوگا (۷) ہر معترض اپنے مقابل فریق کے مسلمہ عقائد پر ہی اعتراض کریگا۔ اس سے باہر نہیں خلاف ورزی کرنے پر اسکو اعتراض واپس لینا ہوگا (۸) اگر کسی فرقہ کے مسلمہ عقاید بذریعہ ان کی کسی تحریر کے ظاہر نہیں کئے گئے ہوں، تو معترض کسی غلط اعتراض کے کرنے کا ذمہ وار نہیں ہوگا۔ ہاں مجیب کو حق ہے کہ وہ پبلک کے سامنے یہ ظاہر کردے کہ فلاں اعتراض کا وہ مکلف نہیں۔ جو اس کے مسلمہ عقیدہ کے برخلاف ہو (۹) صدر کو یہ حق نہ ہوگا کہ مباحثہ کے متعلق کسی قسم کی رائے کا اظہار کرے پبلک کو بھی اپنی رائے کا اظہار درمیان مباحثہ میں تالی وغیرہ یا دیگر ذریعوں سے کرنا مناسب نہ ہوگا (۱۰) ہر فریق کو اختیار ہوگا کہ ضرورت پڑنے پر پہلے مقرر کو تبدیل کرکے اس کی جگہ دوسرا کھڑا کردے۔

شردھانند سنیاسی۔ نمبر ۱۷ نیا بازار دہلی

جاپان میں تباہی خیز زلزلہ کے

تفصیلی حالات

جس زلزلہ کی مختصر خبر گذشتہ پرچہ میں دیگئی ہے اس کے تفصیلی حالات نہایت ہی دہشت ناک معلوم ہو رہے ہیں۔ لکھا ہے کہ زلزلہ آنے پر آگ لگنے اور شعلوں کے سرعت سے پھیلنے کی یہ وجہ ہوئی کہ بھونچال نے گیس کی نالیوں کو توڑ ڈالا گیس بہت مقامات پر ابل پڑا اس وجہ سے وہ لوگ جو مسمار شدہ عمارات کے نیچے آگئے تھے۔ بچائے نہ جاسکے۔ ایک تیز و تند ہوا نے شعلوں کے لئے مہمیز کا کام دیا۔ آناً فاناً تمام شہر شعلہ زدہ ہوگیا۔ آگ ۴۸ گھنٹے تک لگی رہی۔ سینکڑوں مکانات نذر آتش ہوگئے۔ ٹوکیو دو سال میں دوبارہ تعمیر ہو سکیگا۔ ۵ لاکھ گٹھڑیاں چاولوں کی ضائع ہو گئیں۔

۳ ستمبر کو ۵ بجے شام کے آگ کم ہوئی۔ یہ وہ وقت تھا جبکہ ہر چیز جو جل سکتی ہے۔ جل گئی تھی۔ جب شعلے جیل خانے تک پہنچے۔ تو قیدیوں کو چھوڑ دیا گیا۔

سیاسی لیڈروں کا ایک جلسہ نیول کلب ٹوکیو میں جدید وزارت کی ترتیب کے متعلق ہو رہا تھا کہ شعلوں کی ہولناک آواز اور عمارات کے منہدم ہونے کی آوازیں سنائی دیں۔ یہ کلب بھی بالکل تباہ ہوگیا۔ تین بحری مرکز تباہ ہوگئے آٹھ اضلاع برباد ہوگئے۔ اور دریائے سومیگوا کے تمام پل بھی تباہ ہوگئے۔ جزیرہ کزوشا جو ٹوکیو سے ۳۰ میل کے فاصلہ پر ہے۔ جل رہا ہے۔ اطالوی اور فرانسیسی سفارت خانے بھی برباد ہوگئے۔ وزیر بحر کا تخمینہ ہے کہ صرف ٹوکیو میں ڈیڑھ لاکھ نقصان جان ہوا ہے۔ ٹوکیو اور یوکوہاما بالکل تباہ ہوگئے۔ مالی نقصان کروڑہا ین کا ہوا (ین جاپانی سکہ) تباہ شدہ علاقہ جات میں مارشل لاء کا اعلان کر دیا گیا ہے۔ اب تک کا تخمینہ پانچ لاکھ جانوں کے نقصان کا ہے۔ ٹوکیو کے ایک شفاخانہ میں ۷۰۰ مریض بوجہ بھونچال تباہ ہوگئے۔ یوکوہاما کا قریباً ہر ایک مکان تباہ ہوگیا ہے۔ اور

پانی کی امواج کئی مکانوں کو بہا کرلے گئی ہیں۔ یوکوہاما کے گورنر نے اوساکا کے گورنر کو اطلاع دی ہے کہ یوکوہاما میں دس ہزار باشندے زخمی ہوئے اور مر گئے۔ سلسلہ آمد و رفت بالکل منقطع ہوگیا ہے۔ اور شہر میں خوراک اور پانی دستیاب نہیں ہوتا۔ اوساکا سے آج بعد دوپہر جہاز چکاگو مارو بھیجا جائیگا۔ جو امداد بہم پہونچائیگا۔ ماؤنٹ جنوبی کے دامن میں جو چھوٹے چھوٹے گاؤں ہیں۔ وہ بالکل تباہ ہوگئے ہیں۔ کہا جاتا ہے۔ کہ مُردوں کی نسبت زندہ اشخاص کا گننا زیادہ آسان ہے۔

ٹوکیو ۳ ستمبر تک جل رہا تھا۔ بنک آف جاپان کی عمارات بھی تباہ ہوگئیں۔ خلیج ٹوکیو میں روشنی کے میناروں میں تاریکی کا دور دورہ ہے۔ اور جہاز رانی اس طرح خطرہ میں پڑ گئی ہے ۔

ایک بارود خانہ کے پھٹ جانے سے کئی ہزار آدمی ہلاک و زخمی ہوئے۔ جاپان کی سب سے بڑی زمین دوز ریلوے لائن کے پھٹ جانے سے چھ سو آدمی ہلاک ہوا۔

ٹوکیو کی بندرگاہ اور جہازی گودام منہدم ہوگئے۔ یوکوہاما بربادی کا انبار بنا ہوا ہے۔ محکمہ بحری برباد ہوگیا۔ زلزلہ شرقی ساحل پر زیادہ سخت رہا۔ تیس تیس میل تک تباہی ہوئی۔ شہر کے جنوبی حصہ کی آگ سات میل سے نظر آتی تھی ۔

کئی آتش فشاں پہاڑ جوش میں آگئے۔ اتامی میں ۲۰ میل تک موت اور بربادی کا نظارہ ہے ۔

سنگھائی میں جاپانی قونصل اعلیٰ کی طرف سے شملہ کے جاپانی قونصل اعلیٰ کو زلزلہ کے متعلق اطلاعات موصول ہوئی ہیں کہ اگرچہ صحیح مقدار نقصان کا اندازہ لگانا ناممکن ہے۔ لیکن یہ یقینی ہے کہ نقصان بہت زیادہ ہوا ہے۔ ٹوکیو میں سینکڑوں سرکاری اور تجارتی عمارتیں تباہ ہوگئیں اور شہر سارے کا سارا نذر آتش ہوگیا ہے۔ دس لاکھ انسان بے خانمان ہیں۔ اور ڈیڑھ لاکھ جانوں کا نقصان ہوا ہے۔ یوکوہاما وغیرہ میں خوفناک تباہی مچی۔ پارلیمنٹ کے دو ممبر بے پتہ ہیں۔ شہزادہ کیو اور شہزادہ یماشینا فوت ہوگئے ہیں۔ فیلڈ مارشل شہزادہ کہیں گم ہے۔ اور شہزادہ متسو کا نا

(ضیاء الاسلام پریس قادیان میں باہتمام شیخ عبد الرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر چھپکر شایع ہوا)